ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

نگرانِ اعلیٰ
مفتی محمود

اسلامی اقدار کا نقیب





تقسیم ہے قدرت کی اُدھر تم ہو اِدھر ہم

نکلا ہوں لے کے حق کی حمایت کا مَیں عَلَم
ہٹنے نہ پائیں گے کبھی پیچھے میرے قدم

اللہ کی عطا ہے کہ میرے کلام میں
یاروں کے لیے شہد ہے، دشمن کے لیے سَم

ڈھے جائیگا جب تک نہ قلعہ تیری اَنا کا!
داغوں گا کبھی توپ، مَیں پھینکوں گا کبھی بم

مَیں ہُوں فقیر، میری نگاہوں میں ایک ہیں
وہ فرشِ خار و خس ہو کہ ہو تختِ کے[1] و جم

تنقید کر تُو مجھ پہ، کرُوں گا مَیں تیری مدح
جو حق کا منہ چڑائے، مَیں کرتا ہوں اسکی ذم

پا گل الجھ پڑے جو کوئی اہل حق کے ساتھ
نشتر کا کام دیتا ہے، میرا دہاں قلم

کچھ بس چلے جو ان کا تو سورج کو ڈھانپ دیں
تاریکیوں میں خوش ہیں یہ بے دال کے بُودم[2]

کج فہم اُدھر ہیں تو اِدھر اہلِ بصیرت
تقسیم ہے قدرت کی اُدھر تم ہو، اِدھر ہم

درخواستی سے مجھ کو عقیدت ہے اسلیے
سینے میں اس کے نورِ احادیث کا ہے یم[3]

محمُود کا مَیں اس لیے کرتا ہوں احترام
ظلم و جفا و جور اُسے کر سکے نہ خم

ظالم کے سامنے میں کہوں کیوں نہ حق کی بات
چُپ رہنا تو ہے معصیت، جبتک ہے دم میں دم

یہ جان ہے اسی کی وہ جب چاہے مانگ لے
ڈرتا نہیں ہوں موت سے اللہ کی قسم

تجھ کو ہے اے خدا تری رحمت کا واسطہ
رکھنا امیںؔ کا حشر کے میدان میں بھرم

امین گیلانی شیخوپورہ

[1]: بادشاہوں کے نام ہیں۔

[2]: بودم میں سے صرف دال نکال دیں تو بوم بنتا ہے یعنی اُلّو۔

[3]: دریا۔



جلد نمبر ٢٠ شمارہ نمبر ٢

جمعۃ المبارک ١٤ جنوری ١٩٧٧ء ٢٥ محرم الحرام

سرپرست

مولانا عبید اللہ انور

مدیر

اکرام القادری

مدیر معاون

عمیر الہاشمی

بدل اشتراک

سالانہ ٤٥ روپے

ششماہی ٢٣ روپے

سہ ماہی ٥٠/١١ روپے

فی پرچہ

ایک روپیہ

اداریہ

اکرام القادری

عام انتخابات کا اعلان

بالآخر وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے عام انتخابات کی تاریخ کا اعلان کر دیا ہے۔ اعلان کے مطابق قومی اسمبلی کے انتخاب ۷ مارچ اور صوبائی اسمبلیوں کے ۱۰ مارچ کو ہوں گے۔ انتخابات کے انعقاد کی تاریخوں کا اعلان کرتے ہوئے وزیر اعظم موصوف نے اپنی پارٹی کے پانچ سالہ سنہری دورِ اقتدار کی تعریف و توصیف کی۔ ساتھ ہی انہوں نے آزادانہ انتخابات کرانے کے وعدے کا اعادہ و اظہار کیا۔

انتخابات کے حتمی اعلان کے بعد شکوک و شبہات اور قیاس آرائیوں کی مکدر فضا چھٹ گئی ہے۔ جو ایک عرصہ سے ملک گیر سطح پر بڑھتی اور پھیلتی جا رہی تھی۔ اپوزیشن رہنماؤں نے بھی انتخابات کی تاریخوں کے اعلان کا کھلے دل سے خیر مقدم کیا ہے۔ ملک کے ہر شہری کے لیے یہ امر خوش آیند ہے کہ انتخابات کا عمل جاری رہے اور انتخابات بر وقت ہوں۔ ملک میں جمہوریت کے فروغ کا واحد ذریعہ بھی بر وقت انتخابات ہی ہے، مگر اس کی اولین شرط یہ ہے کہ انتخابات آزادانہ اور غیر جانب دارانہ ہوں۔ ورنہ تو انتخابات کے کھیکھڑوں میں پڑنا قومی دولت اور وقت کے ضیاع کے مترادف ہے۔

انتخابات کے فواید و ثمرات سے کوئی قوم اور ملک اسی وقت متمتع ہو سکتے ہیں جب انہیں حکومتی اثر و رسوخ، دھونس اور دھاندلی سے پاک رکھا جائے۔ جمہوری ملک میں حکومت حزب اختلاف کو برابر کے حقوق سے نوازتی ہے۔ وہاں یہ نہیں ہوتا کہ تمام ذرائع اظہار و ابلاغ پر پابندی لگا کر انتخابات کا سوانگ رچایا جائے اور مد مقابل کو ہل من مبارز کی دعوتِ عام دی جائے۔

یہ ٹھیک ہے کہ وزیر اعظم اور ان کی پارٹی کے ذمہ دار ارکان کی طرف سے بار بار آزادانہ انتخابات کے انعقاد کی یقین دہانیاں کرائی جا رہی ہیں، مگر اپنے دورِ اقتدار میں حکمران پارٹی نے ضمنی انتخابات کے دوران اس سلسلے میں اپنے اعتماد کو اس قدر مجروح کر لیا ہے کہ اپوزیشن جماعتیں اور دیگر سیاسی حلقے حکومت کے اعلانات اور بیانات پر اس وقت تک یقین نہیں کر سکتے جب تک حکومت کی طرف سے ٹھوس عملی اقدامات نہیں کیے جاتے۔ قاید حزب اختلاف مولانا مفتی محمود نے درست کہا ہے کہ انتخابات کے اعلان کے ساتھ ہی دفعہ ۱۴۴ ختم کرنے کا بھی اعلان کرنا چاہیے تھا۔ حزب اختلاف کے دیگر رہنماؤں نے بھی اس قسم کے بیانات دیئے ہیں

اب یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ قاید حزب اختلاف اور دوسرے اپوزیشن رہنماؤں کے معقول اور جائز مطالبات کی اہمیت اور افادیت کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے مسلسل و متواتر دعووں کی تائید میں ثبوت فراہم کرتی ہے یا نہیں۔ انتخابات کی تاریخوں کا اعلان جس روایتی ڈرامائی انداز اور مختصر وقت کے لیے کیا ہے اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اپوزیشن کو حزب اقتدار کے مساوی حقوق ملنے چاہئیں۔ سب سے پہلے حکومت کو دفعہ ۱۴۴ کی لعنت کے بارگراں سے سبکدوش ہونا چاہیے، تاکہ اپوزیشن رابطہ عوام مہم کا آزادانہ آغاز کر سکے۔ دیگر قومی ذرائع ابلاغ پر حکومتی پارٹی کی اجارہ داری برقرار نہیں رہنی چاہیے، بلکہ اپوزیشن کو بھی ان قومی ذرائع سے فایدہ اٹھانے کے مواقع ملنے چاہئیں۔ جبکہ خود وزیر اعظم ملک گیر دورہ کر چکے ہیں اور اس دورے میں زیادہ تر اپوزیشن ہی تنقیدی نشتروں کا ہدف رہی ہے گو وہ بزعم خویش اپنے ان دوروں کو غیر انتخابی دورے قرار دینے پر اصرار کرتے رہے ہیں، مگر انتخابات کی موجودہ تاریخوں کے اعلان کے بعد کوئی بھی صاحب فہم یہ باور کرنے کے لیے تیار نہیں کہ وزیر اعظم کے دوروں کا موجودہ انتخابات سے کوئی تعلق نہیں —— آخر میں ہم ایک بار پھر عرض کریں گے کہ حکومت کو اپوزیشن کے جائز مطالبات تسلیم کر لینے چاہئیں۔ خود حکومت کی نیک نامی اور ملک و قوم کی بھلائی بھی اسی میں ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے امیدواران قومی و صوبائی اسمبلی توجہ فرمائیں!

ہدایات برائے درخواست دہندگان

۱ درخواستیں فوراً دفتر میں موصول ہونی لازمی ہیں۔

۲۔ درخواست لکھنے سے قبل فہرست رائے دہندگان میں اپنے ووٹر ہونے کی تصدیق کرلیں۔

۳ درخواست میں فہرست رائے دہندگان کا عنوان (نام) اور اپنا ووٹ نمبر تحریر کریں

۴ درخواست میں حلقہ نیابت کا نام اور نمبر درج کریں۔ حلقہ بندیوں کی فہرست شائع ہوچکی ہے اور یہ ہر صوبائی الیکشن کمشنر کے دفتر سے دستیاب ہوسکتی ہے۔

۵۔ درخواست پر ضلعی امیر کی سفارش ہونی ضروری ہے۔

۶۔ ہر درخواست کے ساتھ حلف نامہ منسلک ہونا ضروری ہے، حلف نامے پر امیدوار کے دستخط ثبت ہوں۔

۷۔ درخواست کے لیے فیس لازمی نہیں ہے۔ البتہ صاحب استطاعت درخواست دہندگان قومی اسمبلی تین صد روپیہ اور صوبائی اسمبلی یک صد روپیہ بطور الیکشن فنڈز درخواست کے ہمراہ داخل کرسکتے ہیں۔

۸۔ درخواست میں اپنی تعلیمی استعداد، اہلیت، اثر و رسوخ، جماعت سے وابستگی اور دیگر ضروری کوائف بالتفصیل تحریر کریں۔

۹۔ صوبہ پنجاب کے امیدوار اپنی درخواستیں دفتر میں تشریف لاکر داخل کریں۔

۱۰ صوبہ سرحد کے امیدوار بھی اپنی درخواستیں خود دفتر میں تشریف لاکر داخل کرسکتے ہیں اور اپنے نمائندہ کے ذریعہ بھی دفتر میں پہونچا سکتے ہیں۔

۱۱۔ صوبہ بلوچستان اور سندھ کے امیدواران کی درخواستیں وہاں کے صوبائی امیر صاحبان یک جا کرکے کسی ایک فرد کی وساطت سے دفتر میں پہونچا سکتے ہیں۔

۱۲۔ درخواست اردو میں تحریر ہونی چاہیے کیونکہ آئین کی رُو سے اردو ہی قومی زبان قرار پائی ہے۔

۱۳۔ ڈاک کے ذریعہ درخواست ارسال نہ کریں، کیونکہ اس میں تاخیر ہونے کا خدشہ ہے۔

۱۴۔ درخواست مرکزی پارلیمانی بورڈ کے سیکرٹری کی تحویل میں دینی لازمی ہے۔

سیکرٹری مرکزی پارلیمانی بورڈ

سید عطاء الرحمٰن جعفری بی اے (آنرز)

دفتر جمعیۃ علماء اسلام چوک رنگ محل لاہور

حلف نامہ

بخدمت عالی سربراہ مرکزی پارلیمانی بورڈ برائے حصول ٹکٹ امیدواران قومی و صوبائی اسمبلیانِ پاکستان

۱۔ ملک و قوم کے موجودہ ابتلا میں آئین شریعت کے نفاذ اور عوام کے جمہوری اور شہری حقوق کی بحالی کے لیے جمعیۃ علماء اسلام کی قیادت میں تا حدِ مقدور آئینی خدمات بطور امیدوار قومی / صوبائی اسمبلی از حلقہ نیابت ---------
ضلع ---------صوبہ---------پیش کرتا ہوں

۲۔ میں پارٹی کا رکن ہوں اور حلفاً پارٹی کے آئین کا پابند رہنا اور اس کے مقاصد کے حصول میں دامے درمے، قدمے کوشاں رہنے کا عہد کرتا ہوں۔

۳۔ میں حلفاً یہ عہد کرتا ہوں کہ میں پارٹی کا ٹکٹ ملنے کی صورت میں پارٹی کے آئین اور احکام کا پابند رہونگا، اور ٹکٹ نہ ملنے کی صورت میں کسی اور پارٹی کا ٹکٹ نہ لوں گا اور نہ ہی بطور آزاد امیدوار انتخاب لڑنے کی سعی کروں گا اور نہ ہی پارٹی کی رکنیت ترک کرکے بے اصولی اور مفاد پرستی کا مرتکب ہوں گا۔

۴۔ میں حلفاً یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر پارٹی، میری بجائے کسی اور امیدوار کی اس حلقہ سے حمایت کا اعلان کردے (جہاں کے لیے میں نے درخواست دی ہے) برائے ٹکٹ ترجیح دے تو میں صمیم قلب اور بصد انبساط اس امیدوار کی اعانت کروں گا۔

۵۔ پارٹی کے الیکشن فنڈز کے لیے مبلغ ------ روپے پیش کرتا ہوں جو ٹکٹ نہ ملنے کی صورت میں واپس نہیں لوں گا۔

نام امیدوار و مکمل پتہ : ------------------

حلقہ نیابت : ------------------

ضلع : ---------صوبہ : ---------

سفارش ضلعی امیر معہ نام و پتہ : ---------

تحریر: عنایت اللہ خان

۱۹۷۶ - اقتصادی خود مختاری کے لئے تیسری دنیا کی جدوجہد کا سال

تیسری دنیا کی اقتصادی خود مختاری کی جدوجہد میں پاکستان کا کردار بڑھ گیا ہے۔

یوں تو مجموعی طور پر موجودہ عشرہ اپنی معاشی خود مختاری اور ایک منصفانہ عالمی تجارتی اور معاشی نظام کے لئے تیسری دنیا کی جدوجہد کا عشرہ ہے۔ تاہم ۱۹۷۶ کی اس سلسلے میں خصوصی اہمیت ہے۔ اس لئے کہ اس سال جو بھی بین الاقوامی اجتماعات ہوتے وہ سب کے سب ایک نئے عالمی تجارتی اور معاشی نظام کے لئے ترقی یافتہ سرمایہ دار دنیا کے خلاف تیسری دنیا کے پلیٹ فارم میں تبدیل ہو گئے۔ چنانچہ یونیسکو کا سالانہ اجلاس ہو یا یونکٹاڈ ۴ کا، ۷۷ کے گروپ کا اجلاس ہو یا بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کا، اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا اجلاس ہو یا غیر وابستہ ملکوں کی سربراہ کانفرنس یا شمال اور جنوب کے درمیان ہونے والے پیرس مذاکرات سب ہی کا موضوع ایک ہی تھا۔ یعنی کس طرح تیسری دنیا کے کم ترقی یافتہ ملک سامراج کے جدید نوآبادیاتی استحصال سے نجات حاصل کر کے معاشی طور پر خود مختار و خود کفیل ہوں۔

ان تمام اجلاسوں کی یہ واضح خصوصیت تھی کہ مغربی سامراجی ملکوں نے تیسری دنیا کے مطالبات کی مسلسل مخالفت کی۔ بلکہ یونکٹاڈ ۴ کے نیروبی اجلاس میں تو انہوں نے کھل کر دھمکی دی کہ اگر تیسری دنیا اپنے مطالبات پر قائم رہی تو وہ اس کے خلاف معاشی جنگ شروع کر دیں گے۔ دوسری طرف یہ اہم بات دیکھنے میں آئی ہے کہ اس عرصے میں خود تیسری دنیا کے ملکوں کے درمیان اتحاد میں اضافہ ہوا ہے اور تیسری دنیا اور سوشلسٹ دنیا ایک دوسرے کے قریب آ گئے ہیں۔ اس قربت کا اظہار ہر اس اہم موقع پر ہوا ہے۔ جب تیسری دنیا کے ملکوں نے ایک نئے عالمی اقتصادی نظام کے لئے اپنے مطالبات پیش کئے ہیں

چنانچہ ۱۹۷۶ میں جب نیروبی میں اقوام متحدہ کی تجارتی و ترقیاتی کانفرنس ہوئی تو اس کانفرنس میں امریکہ برطانیہ، جرمنی، فرانس اور جاپان جیسے بڑے سرمایہ دار ملکوں نے تیسری دنیا کو دھمکیاں دیں اور اپنے مطالبات سے باز رہنے کی تلقین کی۔ لیکن سوشلسٹ ملکوں نے کھل کر اپنے ایک مشترکہ بیان میں تیسری دنیا کے موقف کی حمایت کی۔ ازاں بعد جب اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا اجلاس ہوا تو اس میں بھی سوشلسٹ ملکوں نے تیسری دنیا کے موقف کی حمایت کی۔

تیسری دنیا کا باہمی اتحاد اور تیسری دنیا اور سوشلسٹ دنیا کے درمیان فروغ پذیر قربت سے ترقی یافتہ سرمایہ دار اور سامراجی ملکوں کا خوفزدہ ہونا فطری بات ہے۔ اسی لئے اس اتحاد اور قربت کو توڑنے کے لئے ایک مختصر مدت کے اندر ترقی یافتہ مغربی ملکوں نے کئی نظریاتی اور عملی چالیں چلی ہیں۔

اگست ۱۹۷۶ میں جب کولمبو میں غیر وابستہ ملکوں کی سربراہ کانفرنس ہو رہی تھی تو ترقی یافتہ سرمایہ دار ملکوں نے ایک طرف تو اس کانفرنس کی اہمیت گھٹانے کی کوشش کی اور ساتھ ہی یہ تاثر دینے میں مصروف رہے کہ غیر وابستہ ملکوں کے درمیان اتحاد اور اتفاق رائے کا فقدان ہے۔ اور دوسری طرف تیسری دنیا کے سرمایہ دار ملکوں اور سامراج نواز حکومتوں کو اس کانفرنس کو ناکام بنانے یا کانفرنس کے شرکاء کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ان تمام منفی کوششوں کے باوجود کولمبو کانفرنس کامیاب رہی اور تمام اہم بین الاقوامی اور عالمی معاملات پر غیر وابستہ ملکوں کی ایک متفقہ دستاویز اعلان نامے کی صورت میں شائع ہوئی۔ اس تجویز میں جہاں تحدید اسلحہ، عالمی اور علاقائی امن کے قیام، جوہری ہتھیاروں کے پھیلاؤ کے تدارک، بحر ہند کو خطۂ امن بنانے اور مشرق وسطے میں اسرائیلی جارحیت اور اس کے اثرات مٹانے کا فیصلہ کیا گیا۔ وہاں عالمی تجارتی و معاشی تعلقات کا ایک منصفانہ نظام قائم کرنے کے سلسلے میں بھی ٹھوس تجاویز پیش کی گئیں۔

ان تجاویز میں بین الاقوامی مالیاتی، کرنسی، تجارتی اور معاشی نظام میں تبدیلی، قرضوں کی شرائط میں نرمی شرح سود میں کمی، جدید ٹیکنیکات کی فراہمی جیسے اہم مطالبات شامل ہیں۔ یہ مطالبات نہ صرف پوری تیسری دنیا کی امنگوں کی عکاسی کرتے ہیں۔ بلکہ سوشلسٹ ملکوں کی خواہشات کی بھی عکاسی کرتے ہیں۔ کیونکہ ترقی پذیر نو آزاد ملکوں کی طرح سوشلسٹ ملکوں کو بھی سرمایہ دار اور نوآبادیاتی ملکوں کے اپنے مفاد میں بنائے ہوئے بین الاقوامی معاشی تعلقات کے نظام کی وجہ سے بین الاقوامی تجارتی لین دین اور معاشی تعلقات میں شدید دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس لئے بھی سوشلسٹ ملک ترقی پذیر تیسری دنیا کا ساتھ دے رہے ہیں۔

یونکٹاڈ ۴ کے نیروبی اجلاس کی طرح شمال د

جنوب" کے درمیان پیرس مذاکرات، بین الاقوامی مالیاتی فنڈ اور بین الاقوامی بنک برائے تعمیر و ترقی کے ڈائریکٹر کے منیلا میں ہونے والے پہلے مشترکہ اجلاس اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں بھی ترقی یافتہ سرمایہ دار اور مغربی سامراجی ملکوں نے تیسری دنیا کے مطالبات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ بلکہ اس کے برعکس یہ مطالبہ کیا۔ کہ تیسری دنیا میں سامراجی ملکوں کی کثیر القومی اجارہ داریوں کی سرگرمیوں پر کوئی قدغن نہ لگائی جائے اور سامراجی ملکوں اور ان کی مختلف ایجنسیوں کے قرضوں کی شرح سود میں اضافہ کیا جائے۔ سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے امداد دینے والی ایجنسیوں کے قرضوں کے سود کی شرح میں پہلے ہی یک طرفہ طور پر اضافہ کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اپنی مصنوعات کی قیمتوں میں کئی گنا اضافہ کیا ہے۔ تیسری دنیا میں ان اقدامات کا ردعمل ہونا ایک لازمی امر تھا۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ بہت سے ایسے نو آزاد ممالک نے بھی جو مغربی ملکوں کے زیر اثر تھے۔ تیسری دنیا کی جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کیا ہے جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے اس عرصے میں تیسری دنیا کے ساتھ اس کا ربط وضبط اور تفاعل باہمی کافی بڑھ گیا ہے۔ اور وہ تیسری دنیا کی جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہے۔ پاکستان کی اپنی خدمات کے اعتراف کے طور پر اسے ۷۷ ملکوں کے گروپ کا چیرمین مقرر کیا گیا ہے۔

تیسری دنیا کے بڑھتے ہوئے اتحاد اور سوشلسٹ ملکوں کے ساتھ پیدا ہونے والی قربت کو توڑنے یا کم از کم اسے روکنے کے لئے مغربی ملکوں نے جو متعدد حربے استعمال کئے ہیں۔ ان نظریاتی حربوں کے طور پر وہ پہلے تو تمام ترقی یافتہ ملکوں کو ان کے سماجی نظام اور تیسری دنیا کے ساتھ رویے میں فرق کئے بغیر سامراجی ملکوں اور سوشلسٹ ملکوں دونوں کو ایک ہی صف میں کھڑا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے "امیر اور غریب ملکوں" "ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ملکوں" اور "ترقی یافتہ شمال اور پس ماندہ جنوب" کے نظریات گھڑے ہیں اور دوسری طرف وہ ایسی سیاسی چالیں چل رہے ہیں کہ تیسری دنیا کے سرمایہ دار اور غیر سرمایہ دار ملکوں کے درمیان پھوٹ پڑے۔ اس کے علاوہ اب حال ہی میں انہوں نے ایک نئی کوشش یہ کی ہے کہ تیسری دنیا کی جدوجہد کو وقت سے پہلے ختم کر کے اس کو اور زیادہ سامراج مخالف بننے سے روکا جائے اور اس کے لئے اگر ضروری ہوا تو کچھ مراعات بھی دی جائیں۔ تیسری دنیا کے لئے ان حالات میں یہ اور ضروری ہو گیا ہے کہ وہ پہلے سے زیادہ چوکس رہیں۔

اس سلسلہ میں یہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ نو استعماریت تیسری دنیا کے خلاف خود تیسری دنیا سے تعلق رکھنے والے ان سرمایہ دار ملکوں کو استعمال کرنے کی کوشش کرے گی۔ جو سامراج اور نو استعماریت کے بہت زیادہ زیر اثر ہیں اور یہ خطرہ تیزی سے ابھرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ تاہم تیسری دنیا کی بصیرت سے توقع ہے کہ وہ اس پر جلد قابو پالیں گے۔

قدغنوں اور پابندیوں کے سائے میں انتخابات جمہوریت کی انوکھی مثال ہے!!

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس اور اہم فیصلے:

لاہور: جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس آج یہاں مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ زیر صدارت امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم شروع ہو گیا جس میں ملک کی تازہ ترین صورت حال اور انتخابات کی تاریخ کے باضابطہ اعلان سے پیدا شدہ حالات پر غور کیا گیا۔ قاید جمعیۃ مولانا مفتی محمود نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے اپوزیشن پارٹیوں کے ساتھ جمعیۃ کے مذاکرات اور انتخابی پروگرام پر روشنی ڈالی

اجلاس کی پہلی نشست مندرجہ ذیل قرارداد کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی: ۱۔ "یہ اجلاس عام انتخابات کے اعلان کا خیر مقدم کرتا ہے اور اس امر پر تعجب کا اظہار کرتا ہے کہ انتخابات کی تاریخ کے اعلان کے باوجود ملک میں سیاسی سرگرمیوں کی اجازت نہیں دی گئی۔ اور دفعہ ۱۴۴ اور ڈی پی آر تحفظ امن عامہ آرڈی ننس و دیگر امتناعی قوانین کے تحت کارروائیاں بدستور جاری ہیں اور اپوزیشن کو عوام کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ یہ اجلاس پابندیوں اور قدغنوں کے سائے میں انتخابات کو جمہوریت کی انوکھی مثال قرار دیتا ہے اور حکومت سے **مطالبہ** کرتا ہے کہ جمہوریت کے ساتھ اس کھلم کھلا مذاق کو ختم کیا جائے"

۲۔ یہ اجلاس دو ٹوک الفاظ میں اعلان کرتا ہے کہ اگر حکومت نے اپوزیشن کو سیاسی سرگرمیوں کی اجازت نہ دی، تمام سیاسی مقدمات ختم کر کے سیاسی اسیروں کو رہا نہ کیا گیا اور اخبارات و جرائد پر عاید شدہ پابندیاں واپس نہ لی گئیں تو اپوزیشن کے لیے ان غیر جمہوری اور ناروا قدغنوں کی پابندی مشکل ہو جائے گی اور اس کی تمام تر ذمہ داری **حکومت** پر عاید ہوگی

اجلاس کی پہلی نشست کے اختتام کے بعد سیکرٹری اطلاعات مولانا زاہد الراشدی نے بتایا کہ اجلاس ابھی جاری ہے لہذا فیصلوں کا باضابطہ اعلان ترجمان اسلام کے آیندہ شمارے میں کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

کالج میں کرنل اور یونیورسٹی میں بریگیڈیئر

"ھرک" میں انجنوں کی تباہی کی داستان

بلوچستان میں فوج کو پہاڑوں سے اٹھا کر سول انتظامیہ میں لایا گیا۔ اور پھر فوج کے آفیسر مجسٹریٹ اے سی اور ڈی سی بننے لگے۔ اور پھر یہ سلسلہ تعلیمی اداروں تک وسیع ہو گیا۔ اور گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ کے کرنل صاحب کا واقعہ انہی کالموں میں آپ نے ملاحظہ فرما لیا ہو گا۔ اب بلوچستان یونیورسٹی میں ایک بریگیڈیئر صاحب کو وائس چانسلر بنایا گیا ہے۔ ویسے تو بریگیڈیر صاحب وناشریف واقع ہوتے ہیں۔ مگر فوجی ذہنیت تو پھر فوجی ذہنیت ہے۔ اور اس کا دورہ کبھی بھی پڑ ہی جاتا ہے۔ اب بھلا فوجی آفیسر کو ایجوکیشن کا خاک تجربہ ہو گا۔ اور پھر صوبے کی واحد یونیورسٹی کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں دی جاتے۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ یونیورسٹی کے چانسلر صاحب یعنی گورنر بلوچستان یونیورسٹی کے سنبھالنے میں ناکام ہو چکے ہیں اور حالات ان کے بس سے باہر ہیں۔ کہ اب وائس چانسلر کی مدد بھی لے رہے ہیں اور ویسے بھی انتخابات سے قبل پوری مشینری پر حکومت کا اپنا کنٹرول جا رہا ہے۔ تاکہ ہر محاذ پر ہر مورچہ پر پی، پی، پی کا قبضہ ہو۔ اور اسی لئے اتنی مختصر مدت کے لئے صوبہ بلوچستان کی وزارت بنائی گئی ہے کہ عوام کو یہ تاثر دیا جائے کہ پیپلز پارٹی کو ووٹ دے دیں۔ کبھی نہ کبھی تو صوبائی حکومت بن ہی جاتے گی۔ اگرچہ دوسرے انتخابات سے چند ماہ ہی رہ جائیں۔ پہلے تو بلوچستان کے عوام انتخابات کے انعقاد سے مایوس ہو چکے تھے۔ کیوں کہ وہ حیران تھے کہ اگر انتخابات نزدیک ہیں تو صوبائی حکومت بنانے کی کیا تک ہے۔ ان کو تو معلوم نہیں کہ بھٹو سرکار کی ہر بات نرالی ہے دراصل بلوچستان میں صوبائی حکومت سے چند سیاسی فوائد حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔ ایک تو یہ کہ عوام کو اپنی نام نہاد جمہوریت کا مظاہرہ کروا کر مرعوب کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ بھٹو صاحب اور ان کے یمین ولیسار یہ تو خوب سمجھتے تھے کہ اگر اس وقت بھی صوبائی حکومت قائم نہ کریں گے تو عوام یہی سوچیں گے کہ پی، پی، پی کو ووٹ دینے کے لبعد بھی گورنر راج اور صدر راج اور وزیر اعظم راج ہی رہے گا۔

اب اس اعتراض کے جواب دینے کے لئے بارودزئی صاحب کو تکلیف دی گئی۔ دوئم یہ کہ بلوچستان پیپلز پارٹی میں بھی دوسرے صوبوں کی طرح شدید اختلافات ہیں۔ اور اس گروپنگ سے پارٹی کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ اب صوبائی وزارت بنا کر اور اس میں تمام گروپوں کو نمائندگی دے کر حالات کو سدھارنے کی کوشش کی گئی۔ اور اس سے بھی غوث بخش صاحب رئیسانی مطمئن نہیں ہوئے۔ اور اسمبلی میں وزیر اعلیٰ کو مبارکباد دیتے ہوئے۔ جو الفاظ کہے اس سے ان کے عدم اعتماد کی جھلک ملتی ہے۔ انہوں نے وزیر اعلیٰ کو مشورہ دیا کہ جس طرح سپیکر کے عہدے پر آپ نے غیر جانبداری کا مظاہرہ کیا۔ اسی طرح اب بھی غیر جانبدار رہیئے گا اور بعض لوگ تو یہاں تک کہہ رہے ہیں کہ بلوچستان اسمبلی کے ممبران میں صرف یہ ایک ممبر محمد خان بارودزئی بے داغ تھے۔ اب ان کو بھی پراچہ، جام اور رقم غبن کرنے والے وزراء کے صف میں لایا جائے گا۔ دیکھئے کہ یہ کیبنٹ اپنی مختصر عمر خیر خیریت سے گذارتی ہے۔ یا کہ ....؟

پاکستان میں واپڈا کو سفید ہاتھی کے نام سے کافی شہرت حاصل ہوئی۔ مگر پاکستان ریلوے کے لئے بھی کوئی نام تجویز کیا جائے۔ غالباً کالا ہاتھی ہی زیادہ مناسب رہے گا۔ ویسے اتنے بڑے محکمے میں ایسے معمولی واقعات ہوتے ہی رہتے ہیں۔ جیسے کہ ایک انجن چوری ہو گیا۔ یہ تو معمولی واقعہ تھا جس کا اعتراف قومی اسمبلی میں بھی کیا گیا۔ لیکن بلوچستان میں بھی ریلوے کی کارستانیاں کچھ زیادہ ہیں۔ پورے صوبہ بلوچستان سے پنجاب کے لئے صرف ایک ٹرین ہے۔ "کوئٹہ ایکسپریس" جس میں عوامی کے ڈبے بھی لگتے ہیں۔ اور بلوچستان کی صرف سترہ سیٹیں ہیں اور پھر مزے کی بات یہ ہے کہ یہاں جتنے بھی ڈیزل انجن ہیں۔ وہ سب انتہائی خستہ حالت میں ہیں۔ بلکہ خراب اور کنڈم انجنوں کو بلوچستان روانہ کرتے ہیں۔ حالانکہ پورے پاکستان میں خطرناک ریلوے لائنیں بلوچستان کے پہاڑی علاقوں میں واقع ہیں۔ چمن سیکشن پر کئی انجنوں کے بریک فیل ہو چکے ہیں۔ اور حادثات پیش آتے ہیں۔ مگر پھر بھی ریلوے کے حکام کا رویہ نہ بدلا۔ اب تازہ حادثہ "ہرک" (کولپور اور مچ کے درمیان) پیش آیا ہے۔ اخبار

رپورٹ۔ مرزا غلام نبی جانباز

متحدہ جمہوری محاذ

کی شرائط تسلیم کرکے انتخابات کی آزادانہ حیثیت کے بارے میں عوام کو مطمئن کیا جائے

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کا مطالبہ

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کا ایک اہم اجلاس گذشتہ روز مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں امیر صوبہ حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں تمام اضلاع کے امراء و نظماء کے علاوہ صوبائی و مرکزی عہدہ داروں نے بھی شرکت کی۔

اجلاس میں صوبہ کی سیاسی صورتِ حال کے علاوہ انتخابی تیاریوں کے سلسلے میں اضلاع کی رپورٹوں پر بھی غور کیا گیا اور متعدد اہم فیصلے کیے گئے۔ اجلاس میں متحدہ جمہوری محاذ پنجاب کے لیے مندرجہ ذیل نمائندوں کا انتخاب کیا گیا۔

۱۔	قاری نور الحق قریشی صاحب ایڈووکیٹ	ملتان
۲	مولانا سعید الرحمٰن علوی	لاہور
۳۔	مرزا غلام نبی جانباز	؍؍
۴	ڈاکٹر عبد الحق ناز	مریدکے
۵	مولانا محمد یوسف	بہاوالنگر
۶۔	ملک شیر محمد	لاہور

اجلاس میں صوبائی ناظم عمومی جناب قاری نور الحق صاحب قریشی ایڈووکیٹ کو اختیار دیا گیا کہ وہ مختلف حلقوں میں کام کرنے اور اپوزیشن کے اجتماعات میں شرکت کے لیے جماعتی مقررین اور کارکنوں کی گروپ بندی کر سکتے ہیں۔

اجلاس میں مرکزی جمعیۃ سے درخواست کی گئی کہ مختلف مذہبی مکاتبِ فکر، بالخصوص علماء دیوبند سے تعلق رکھنے والی مذہبی تنظیموں کا تعاون حاصل کرنے کے لیے ضروری اقدامات کیے جائیں۔

اجلاس کم و بیش چار گھنٹے جاری رہا اور متعدد قرار دادوں کے ذریعہ حکومت سے مندرجہ ذیل مطالبات کے بعد دعاء پر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

۱۔ دفعہ ۱۴۴ ختم کرکے ملک بھر میں عام جلسوں کی اجازت دی جائے۔

۲۔ ریڈیو اور ٹی وی سے اپوزیشن کو اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کا موقع دیا جائے۔

۳۔ سیاسی اسیروں کو رہا کیا جائے اور تمام سیاسی مقدمات واپس لیے جائیں۔

۴ مولانا سید محمد شاہ امروٹی کی نظر بندی اور مولانا قاضی مظہر حسین اور ان کے رفقاء کی گرفتاری کے احکام واپس لیے جائیں۔

۵ اخبارات اور جرائد پر عاید شدہ پابندیاں ختم کی جائیں۔

۶ دینی مدارس کے نصاب میں حکومت کی طرف سے تبدیلی کرنے کی پالیسی ختم کی جائے۔

۷ انتخابات کے سلسلے میں متحدہ جمہوری محاذ کی شرائط کو جلد از جلد تسلیم کرکے انتخابات کی غیر جانبدارانہ و آزادانہ حیثیت کے بارے میں عوام کو مطمئن کیا جائے۔

ملتان بار کا انتخاب روشنی اور امید کی کرن ہے۔ شیخ یعقوب

میری کامیابی تحریکِ بحالیٔ جمہوریت میں شرکت اور اپوزیشن کے اتحاد کا ثمرہ ہے۔ نور عالم قریشی

جمعیۃ علماء اسلام ملتان شہر نے ہمارے دل جیت لیے ہیں۔ پیر رفیع الدین شاہ ایڈووکیٹ

۲ جنوری۔ جمعیۃ علماء اسلام ملتان شہر کی طرف سے جمعیۃ کے ناظم عمومی نور عالم قریشی کے ملتان بار کے جونیئر نائب صدر منتخب ہونے پر دعوت استقبالیہ دی گئی۔ جس میں شہری جماعتی احباب اور وکلاء کی بھاری تعداد شریک ہوئی۔

جمعیۃ علماء اسلام ملتان شہر کی طرف سے شیخ محمد یعقوب نے مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ ہم اراکین جمعیۃ علماء اسلام آپ حضرات کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے اس استقبالیہ میں شرکت فرمائی جو جناب نور عالم قریشی ایڈووکیٹ کے جونیئر نائب صدر ملتان بار کے منتخب ہونے کی خوشی میں دی جا رہی ہے۔ اس انتخاب سے نہ صرف ہم اراکین جمعیۃ کو خوشی ہوئی ہے بلکہ ملک بھر کے جمہوریت پسند لوگ اس انتخاب پر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں اور اسے روشنی اور امید کی کرن قرار دیا جا رہا ہے۔

علاوہ ازیں اس کامیابی و کامرانی کا سہرا ساری

زاہد الراشدی

دینی مدارس کے نصاب کی تبدیلی کے پردے میں

مفتی محمود نے کیا کہا اور رانا اقبال نے کیا سنا؟

نظام شریعت کنونشن یا سازش؟

احساسِ کمتری کا شکار کون ہے؟

وفاقی وزیر حنیف خان یا مولانا مفتی محمود

یادش بخیر جناب کوثر نیازی وفاقی وزیر مذہبی امور طویل عرصہ کی معنی خیز خاموشی کے بعد گذشتہ دنوں پشاور میں چہکے ہیں اور ان کی گفتگو کا عنوان وہی پرانا ہے جو ان کے ذمہ ہے یعنی دینی مدارس اور حکومت کی پالیسی نیازی صاحب نے جو کچھ فرمایا نوائے وقت لاہور ۳ جنوری ۷۷ء کے مطابق اس کا خلاصہ کچھ یوں ہے۔

○ — مولانا مفتی محمود کا یہ الزام درست نہیں ہے کہ حکومت دینی مدارس کو سرکاری تحویل میں لینا چاہتی ہے۔

○ — دینی مدارس کو سرکاری تحویل میں لینے سے اخراجات بڑھ جائیں گے اور تعلیمی بجٹ کو نقصان پہنچے گا

○ — البتہ حکومت دینی مدارس کے نصاب میں تبدیلیاں کرے گی ان کی نگرانی کرے گی اور ان کے حسابات خود آڈٹ کرائے گی۔

گویا نیازی صاحب نے بالواسطہ اس امر کا اعتراف کر لیا ہے کہ دینی مدارس کے اخراجات جن دیندار مسلمانوں کے عطیات و صدقات سے پورے ہوتے ہیں وہ سرکاری تحویل میں آنے کے بعد دینی مدارس کی امداد نہیں کریں گے اور اپنے عطیات و صدقات کے سلسلہ میں سرکاری مشینری پر اعتماد نہیں کریں گے اس طرح تمام اخراجات کا بوجھ تعلیم بجٹ پر پڑے گا اور تعلیمی بجٹ کو نقصان پہنچے گا اس لیے حکومت نے یہ سوچا ہے کہ عطیات و صدقات کی وصولی کا شعبہ تو علماء کرام ہی کے پاس رہنے دیا جائے کیونکہ عوام اس سلسلہ میں صرف انہی پر اعتماد کرتے ہیں لیکن اخراجات اور تعلیمی نصاب کا شعبہ حکومت اپنی نگرانی میں لے لے تاکہ دینی مدارس کو سرکاری تحویل میں لینے کی بدنامی تو حصہ میں نہ آئے لیکن عملاً اس کے مقاصد پورے ہوتے رہیں اور دینی مدارس سے خالص دینی ذہن رکھنے والی جو کھیپ ہر سال تیار ہو کر معاشرہ میں آتی ہے۔ نصاب میں تبدیلی کر کے اسے سرکاری پالیسی اور مقاصد کے مطابق تیار اور استعمال کیا جا سکے بلاشبہ یہ پالیسی حکمرانوں کی عیارانہ چابکدستی کی واضح مثال ہے اور

ہینگ لگے نہ پھٹکری
اور رنگ بھی چوکھا آئے

کا محاورہ بھی ایسے ہی موقع پر کام آتا ہے لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ وفاق المدارس العربیہ کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ نے پشاور میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے دوٹوک الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ ہم حکومت کو دینی مدارس کے نصاب میں تبدیلی کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

نظام شریعت کنونشن کی کسک پنجاب کے وزیر اوقاف رانا اقبال احمد خان نے گذشتہ دنوں گوجرانوالہ میں کہا شریعت کانفرنس دراصل حکومت کے خلاف ایک سازش تھی جس میں مولانا مفتی محمود نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شامل نہیں تھے،، (روزنامہ امروز لاہور ۵ جنوری ۱۹۷۷ء) معلوم ہوتا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے زیر اہتمام اکتوبر ۱۹۷۵ء میں گوجرانوالہ میں منعقد ہونے والا کل پاکستان نظام شریعت کنونشن صوبائی وزیر اوقاف کی کمزوری بن گیا ہے اور انہیں خواب میں بھی کنونشن ہی کے مناظر دکھائی دیتے ہیں۔ پہلے تو ان صاحب نے کنونشن کو روکنے کی کوشش کی ضلعی انتظامیہ پر مسلسل دباؤ ڈالا لیکن تمام تر رکاوٹوں کے باوجود نظام شریعت کنونشن بجامع مسجد نور گوجرانوالہ میں پوری شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہو گیا تو یہ صاحب انتقامی حرکات پر اتر آئے مسجد کو سرکاری تحویل میں لینے کا اعلان کر دیا لیکن یہاں بھی بات نہ بنی ملک کے دیندار نوجوانوں نے مزاحمت کی تحریک چلی گرفتاریاں ہوئیں بالآخر صوبائی وزیر اوقاف پسپائی پر مجبور ہو گئے۔ اور سرکاری تحویل میں لینے کے باضابطہ اعلان کے باوجود ان کا مسجد نور اور مدرسہ نصرۃ العلوم پر قبضہ کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔

لیکن اس کا کیا علاج کہ نظام شریعت کنونشن ابھی تک ان کے اعصاب پر سوار ہے اور سوا سال کا عرصہ گذر جانے کے بعد بھی وہ

اپنی اس اعصابی کمزوری سے پیچھا نہیں چھڑا سکے۔

جہاں تک کنونیشن کے سازشی ہونے یا مولانا مفتی محمود کے اس میں پاکستان نہ جانے کو گناہ قرار دینے کا تعلق ہے اس سلسلہ میں کسی قسم کی وضاحت کی ضرورت نہیں کیونکہ کنونیشن کی کوئی نشست خفیہ نہیں تھی اور جو کچھ ہوا ملک بھر سے آئے ہوئے ہزاروں مندوبین اور گوجرانوالہ کے لاکھوں شہریوں کے سامنے ہوا۔

البتہ ہم صوبائی وزیر اوقاف کے لیے دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعصاب کو نظام شریعت کنونیشن سے چھٹکارا عطا فرمائیں۔

احساس کمتری کا شکار کون؟

قائد جمعیۃ علماء اسلام مولانا مفتی محمود نے گذشتہ روز پشاور میں پریس کانفرنس سے خطاب کیا اور حکومت کی خارجہ پالیسی پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا کہ کینیڈا نے کراچی کے ایٹمی بجلی گھر کے لیے ایندھن وغیرہ سے جو انکار کیا ہے وہ ہماری خارجہ پالیسی کی کمزوری کی علامت ہے انہوں نے کہا خارجہ پالیسی اتنی کامیاب نہیں جتنی کہ اس کی تشہیر کی جاتی ہے چنانچہ میں نے ایک موقع پر قومی اسمبلی میں خارجہ پالیسی پر بحث کرنا چاہی تھی مگر حکومت اس مسئلہ پہ بحث سے گریزاں ہے"

(نوائے وقت لاہور ۵ جنوری ۷۷ء)

وفاقی وزیر اطلاعات محمد حنیف خان مفتی صاحب کے اس بیان پر سیخ پا ہوئے ہیں اور روزنامہ امروز لاہور ۷ جنوری ۷۷ء کے مطابق انہوں نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

"وفاقی وزیر اطلاعات مسٹر محمد حنیف خان نے مفتی محمود کے بیان پر کڑی نکتہ چینی کی ہے جس میں مفتی صاحب نے حکومت پاکستان پر یہ الزام لگایا تھا کہ اس نے کینیڈا سے ایٹمی مواد حاصل کرنے کے لیے منفی رویہ اختیار کیا ہے

وفاقی وزیر اطلاعات نے مفتی محمود سے سوال کیا ہے کہ کیا وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کینیڈا کے دباؤ کے سامنے گھٹنے ٹیک دے؟ مسٹر محمد حنیف نے کہا کہ مفتی محمود نے اس سلسلہ میں جو بیان دیا ہے وہ ان کے اپنے احساس کمتری کا مظہر ہے"

اسے کہتے ہیں "مارا وں گھٹنا پھوٹے آنکھ" سوال یہ ہے کہ مفتی صاحب نے کب کہا ہے کہ پاکستان کو کینیڈا کے دباؤ کے سامنے گھٹنے ٹیک دینے چاہئیں انہوں نے تو کینیڈا کی طرف سے ایٹمی مواد کی فراہمی سے انکار کو پاکستان کی کمزور خارجہ پالیسی کا نتیجہ قرار دیا ہے اور محمد حنیف خان صاحب کے لیے یہ بات سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ ایٹمی مواد کی فراہمی سے کینیڈا کا انکار ایک الگ مسئلہ ہے اور کینیڈا کی شرائط اور دباؤ کو قبول کرنے سے پاکستان کا انکار الگ مسئلہ ہے بحث پاکستان کے انکار پر نہیں کینیڈا کے انکار پر ہے اور مولانا مفتی محمود نے یہی سوال اٹھایا ہے کہ حالات نے یہ رخ کیوں اختیار کیا کہ کینیڈا نے ایٹمی مواد فراہم کرنے سے انکار کر دیا اس انکار کا پس منظر کیا ہے اس کے محرکات وعوامل کیا ہیں اور کیا کوئی بھی عقلمند اس انکار کے پس منظر میں پاکستان کی خارجہ پالیسی کو متحرک، مضبوط اور کامیاب قرار دے سکتا ہے؟

محمد حنیف خان صاحب کو چاہیئے کہ وہ خلط مبحث کر کے عوام کو ذہنی خلجان میں مبتلا کرنے کی بجائے حقیقت پسندی کے ساتھ مولانا مفتی محمود کے سوال کا سامنا کریں اور عوام کو بتائیں کہ کامیاب اور متحرک خارجہ پالیسی کا دعویٰ کرنے والی حکومت پاکستان کینیڈا کو ایٹمی مواد کی فراہمی سے کھلم کھلا انکار سے باز کیوں نہ رکھ سکی؟

رہی بات احساس کمتری کی تو اس کا مظہر مولانا مفتی محمود کا بیان نہیں بلکہ حکومت پاکستان کا رویہ ہے جو قومی اسمبلی میں خارجہ پالیسی کو زیر بحث لانے سے مسلسل گریزاں ہے اور جسے پارلیمنٹ میں بحث کی صورت میں خارجہ پالیسی کی کامیابی کے بارے میں پراپیگنڈے کے غبارے سے ہوا نکلتے ہوئے دکھائی دے رہی ہے کیا فرماتے ہیں جناب محمد حنیف خان وزیر اطلاعات پاکستان بیچ اس مسئلہ کے کہ احساس کمتری کا شکار کون ہے؟

غصہ میں ان کو کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش
کیا لطف ہم نے شب کو اٹھائے عتاب میں

بقیہ: بلوچستان کی ڈائری

میں تو یہی کہا گیا۔ کہ دو انجن کولپور سے سبی جاتے ہوئے بریکوں کے فیل ہونے کی وجہ سے پٹڑی سے اتر کر سو فٹ گہرے کھڈ میں گر پڑے۔ اور چار افراد زخمی اور ایک ڈرائیور ہلاک ہوا۔ مگر جب بندہ (راز دان) نے ذرا تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ ایک ڈیزل انجن کو (جو کہ کوئٹہ میں خراب ہوا تھا) سبی لے جانے کے احکامات دیئے گئے۔ اور ایک ڈرائیور اسے کوئٹہ سے کولپور تک پہنچا کر واپس آیا۔ اور جب سرفراز (ڈرائیور) ڈیزل انجن لے کر سبی سے کولپور پہنچا تو ریلوے احکام نے اسے (سرفراز کو) یہ خراب انجن سبی تک پہنچانے کا حکم دیا۔ مگر جب سرفراز نے خراب انجن کو چیک کیا تو وہ بہت ہی خراب تھا۔ اور اس کا ویکم لیک تھا جس کی وجہ سے بریک کام نہیں کر رہے تھے۔ سرفراز نے یہ ڈیزل انجن لے جانے سے صاف انکار کر دیا۔ اور تحریری طور پر لکھ کر دیا۔ کہ یہ خراب انجن پہاڑی علاقے میں نہیں لے جایا جا سکتا۔ مگر سرفراز کو حکم دیا گیا کہ ضرور یہ انجن سبی پہنچانا ہے۔ مجبوراً سرفراز یہ بیمار انجن اپنے ڈیزل انجن سے اٹیچ کر کے لے چلا۔ مگر "دوزان" کے ریلوے سٹیشن پر سرفراز کے اپنے انجن کے بریک بھی فیل ہو گئے۔ تو اس نے کہا کہ اب میں کسی صورت میں دونوں خراب انجنوں کو نہیں لے جا سکتا۔ یہ تو سراسر خودکشی ہو گی۔ اور یہاں بھی سرفراز نے تحریری طور پر لکھ کر دیا۔ مگر سرفراز کو مجبور کیا گیا۔ اور وہ بے بریک اور خراب انجنوں کو لے کر انتہائی نشیب میں سبی کی طرف لے چلا۔ مگر ایک میل کے بعد ہی ڈیزل انجنوں کی رفتار ۸۰ میل تک پہنچ گئی۔ اور سامنے سائیڈنگ کی موڑ پر دونوں ڈیزل انجن پہاڑی سے سو فٹ گہری کھڈ میں گر گئے اور سرفراز موقع پر ہی ہلاک ہو گیا اور دونوں ڈیزل انجن بھی بالکل تباہ ہو گئے۔ اس واقع کے بعد ایک اور انجن بھی اسی جگہ پر پٹڑی سے اتر گیا۔ اور کوئٹہ ایکسپریس (ہزاروں مسافروں سے بھری ہوئی) کے بریک بھی اسی جگہ پر فیل ہو گئے۔ مگر قدرت نے اس عظیم حادثے سے ٹرین کو بچا لیا۔ لیکن ریلوے حکام کو پھر بھی احساس نہیں ہے۔ اور ریلوے ملازمین کی جانوں سے کھیلنے کے علاوہ مسافروں کی زندگیاں بھی خطرے میں ڈال رہے ہیں۔

محسنِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

از مولانا سید ابوالحسن ندوی

وہ تقریر جو ۲ر مئی ۱۹۷۵ء کو "اسلامک اسٹڈی سرکل" کے زیرِ اہتمام گنگا پرشاد میموریل ہال لکھنؤ میں کی گئی اور جس میں تاریخی حقائق و واقعات کی روشنی میں یہ ثابت کیا گیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح معنی میں رحمتِ عام اور محسنِ انسانیت ہیں۔ اور آپ کا احسان نسلِ انسانی اور تہذیب و تمدن پر ناقابلِ فراموش اور ناقابلِ انکار ہے۔

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

حضرات! میں نے آپ کے سامنے سورۃ انبیاء کی ایک آیت پڑھی ہے، اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے ارشاد فرمایا ہے کہ اے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو سارے جہان اور سارے جہان والوں کے لیے محض رحمت بنا کے بھیجا ہے یہ خدا کی طرف سے ایک حیرت انگیز اور اگر رحمت کی روح اور مفہوم کے منافی نہ ہوتا تو میں کہتا کہ ایک تہلکہ خیز اعلان ہے۔ یہ اعلان اس صحیفہ میں کیا گیا ہے جس کے لیے تقدیرِ الٰہی کا فیصلہ تھا کہ وہ دنیا کے ہر حصہ میں (اور اپنے نزول کے بعد) تاریخ انسانی کے ہر دور میں پڑھا جائے گا۔ اس کے پڑھنے والے لاکھوں کروڑوں انسان ہوں گے، اس پر غور کرنے والے اس کی تشریح کرنے والے اس کے اسرار اور رموز بیان کرنے والے اس کے ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف کی تحقیق کرنے والے، اس کو تنقید اور شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھنے والے، اور اس کو علم و تحقیق کی ترازو میں تولنے اور اس کو واقعات کی کسوٹی پر کسنے والے انسانوں کا سلسلہ بھی قیامت تک ختم نہیں ہوگا، ایک شخص ایک بیان جاری کرتا ہے کوئی مضمون لکھتا ہے تو اس کو اس اندیشے سے کبھی کبھی بار غور کرنا پڑتا ہے، اور وہ ترازو میں تول تول کر کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ کوئی اس کی تردید نہ کرے اور اس کی صداقت کو چیلنج نہ کرے کتابوں کا معاملہ اس سے بھی مختلف ہے۔ کہ ان کی عمریں عام طور پر اخبارات و رسائل سے زیادہ طویل ہوتی ہیں اور بعض اوقات سالہا سال تک وہ لوگوں کے مطالعہ میں رہتی ہیں، اور کوئی کوئی کتاب صدیوں تک بھی زندہ رہتی ہے اس میں کسی بات کو درج یا کسی چیز کا دعویٰ کرتے ہوئے مصنف کو اپنی ذمہ داری کا زیادہ احساس ہوتا ہے، وہ لکھنے کے لیے قلم اٹھاتا ہے، تو اس کو پہلے کسوٹی پر کستا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس دعویٰ یا اعلان کا پڑھنے اور سننے والوں پر کیا ردِ عمل ہوگا، اس کے بعد غور کیجیے کہ خدائے علام الغیوب ایک ایسی کتاب میں یہ اعلان کرتا ہے جس کے متعلق وہ خود ہی کہتا ہے کہ:۔

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۝

اس پر جھوٹ کا دخل نہ آگے ہو سکتا ہے نہ پیچھے سے (اور) دانا (اور) خوبیوں والے خدا کی اتاری ہوئی ہے۔

اور جس کے متعلق اس کا اعلان ہے کہ:۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝

بے شک یہ (کتاب) نصیحت ہمیں نے اتاری اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

اس اعلان کی وسعت و عظمت اس کے زمانی و مکانی رقبہ کا طول و عرض دونوں ایسی غیر معمولی باتیں ہیں جن سے سرسری طور پر گزرا نہیں جا سکتا زمانی رقبہ سے مراد یہ ہے کہ بعثت محمدی سے لے کر قیامت تک جتنی نسلیں دنیا میں آئیں گی اور تاریخ کے جتنے دور گزریں گے، یہ اعلان ان سب پر حاوی ہے اور یہ آیت اس سارے زمانی رقبہ کو جو ہزاروں سال پر پھیلا ہوا ہے، گھیرتی (COVER) کرتی ہے۔

مکانی رقبہ کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ دنیا کا کوئی گوشہ اس سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا —— یہ نہیں کہا گیا کہ ہم نے آپ کو جزیرۃ العرب کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے یا مشرق کے لیے یا کسی براعظم مثلاً ایشیا کے لیے پیامِ رحمت بنایا ہے۔ اس کے برخلاف یہ کہا گیا ہے کہ یہ رحمت ساری دنیا پر محیط ہے، گویا اردو کے شاعر حالیؔ کی زبان میں

رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہو گئی ساری کھیتی خدا کی

واقعہ یہ ہے کہ اس اعلان کی وسعت و عمومیت عظمت اور لامحدودیت کے سامنے دنیا کے سارے مورخین، فلاسفہ، مصنفین بلکہ پورے فکرِ انسانی کو انگشت بدنداں، حیرت زدہ اور ششدر ہو کر کھڑا ہو جانا چاہیے اور ایک بار سب کام چھوڑ کر اس

واقعہ کی تصدیق اور اس اعلان کی صداقت کی تحقیق میں مصروف ہو جانا چاہیے، مذاہب ہی کی تاریخ میں نہیں، تمدنوں اور فلسفوں کی تاریخ میں نہیں اصلاحی اور انقلابی تحریکوں اور کوششوں ہی کی تاریخ میں نہیں، بلکہ پوری تاریخ انسانی اور پورے لٹریچر میں ایسا پُر از اعتماد، ایسا واضح اور بیلاگ، ایسا عمومی و عالمگیر اعلان، کسی شخصیت یا کسی مذہب و دعوت کے متعلق نہیں ملتا مذاہب عالم کی تاریخیں، انبیاء علیہم السّلام کی زندگیوں اور تعلیمات کا جو ریکارڈ دنیا میں محفوظ ہے، وہ بھی اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

دنیا کا ایک مشہور اور قدیم مذہب یہودیت ہے کہ وہ خدا کا تصور بھی جو کائنات اور تمام مخلوقات کا خدا ہے۔ زیادہ تر بنی اسرائیل کے خدا کی حیثیت ہی سے کرتی ہے عہد عتیق کے اکثر صحیفے اور یہودیوں کا مذہبی لٹریچر خدا کے رب کائنات اور رب العالمین کے تصور سے خالی ہے، اس لئے ان کی تاریخ اور ان کے صحیفوں میں کسی پیغمبر کے متعلق وہ چاہے موسیٰؑ و ہارونؑ جیسے باعظمت، یا داودؑ اور سلیمانؑ جیسے صاحب سلطنت پیغمبر ہوں، کسی ایسے اعلان کو تلاش کرنا فعل عبث اور اضاعت وقت کے مترادف ہے۔ یہ مذہب کبھی بھی نسل انسانی کا عمومی اور .... ان کے لیے بالاتر نسل و نسب، ہدایت و رحمت کا پیغام نہیں رہا اور نہ اس میں کبھی غیر اسرائیلی قوموں اور افراد کو یہودیت کی دعوت و تبلیغ کی ہمت افزائی کی گئی۔[۱]

عیسائی مذہب جو اپنے تبلیغی جوش و ہمدردی بنی نوع انسان کے لیے مشہور ہے اس کے پیغمبر حضرت مسیح علیہ السّلام بار بار اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ وہ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لیے آئے ہیں۔ انہوں نے اپنے شاگردوں سے صاف صاف کہا: میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ جب ان کی توجہ ان مریضوں کی مسیحائی کی طرف منعطف کی گئی جو بنی اسرائیل سے نسل و نسب کا کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے تو انہوں نے معذرت کر دی اور فرمایا کہ "لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں ہے"[۲] انہوں نے جب اپنے بارہ حواریوں کو تبلیغ کے لیے بھیجا تو انہوں نے ان کو حکم دے کر کہا: "غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی بھیڑوں کے پاس جانا"۔[۳]

دوسرے مشرقی و ایشیائی مذاہب ہندو مت وغیرہ کا معاملہ اس سے زیادہ کچھ مختلف نہیں، بلکہ نسل و نسب کی تقدیس اور بے لوچ اور بے رحم انسانی تقسیم میں وہ کچھ آگے ہی بڑھے ہوئے نظر آتے ہیں، قدیم ہندوستانی سماج میں شودر ہر قسم کی عزت و مساوات بلکہ اکثر اوقات عام انسانی حقوق اور عام انسانی ہمدردی سے بھی محروم تھے۔ ان کو علم حاصل کرنے، دوسروں کو تعلیم دینے اور روحانی ترقی کے مدارج طے کرنے کی اجازت نہ تھی۔ وید کی تعلیم اور اپنے لیے اور دوسروں کے لیے دیوتاؤں کے چڑھاوے چڑھانا اور دان دینا برہمنوں کا حق قرار دیا گیا تھا۔ وید کی تعلیم کرنے اور پڑھنے کی اجازت صرف چھتریوں اور ویش کو دی گئی تھی اور منوشاستر کی تصریح کے مطابق "شودر کے لیے قادر مطلق نے صرف ایک ہی فرض بنایا اور وہ ان تینوں کی خدمت کرنا ہے"، ہندوستان کے قدیم باشندے عام طور پر ہمالیہ پہاڑ کے پیچھے دنیا کا تصور نہیں کرتے تھے۔ ان کو باہر کی دنیا اور عام انسانوں سے کوئی دلچسپی نہ تھی، اس لیے یہاں کسی مصلح، کسی رشی، بلکہ کسی پیغمبر کے متعلق بھی (جن کا اس ملک میں پیدا ہونا قرآن مجید کے نصوص کے مطابق ممکن اور ہر طرح قرین قیاس ہے) اس قسم کے کسی اعلان کو تلاش کرنا بیکار ہے۔ حقیقت ہے کہ جن مذاہب میں رب العالمین کا تصور نہیں ان میں اپنے کسی پیغمبر کے متعلق رحمۃ للعالمین ہونے کا تصور یا اعلان پایا جانا غیر منطقی اور غیر فطری بات ہے۔

حضرات! کسی چیز کی اہمیت و عظمت اور قدر و قیمت کا تعین کرنے کے لیے عام طور پر دو پیمانے ہوتے ہیں ایک اس کی تعداد اور مقدار جس کو ہم جدید علمی اصطلاح میں "کمیت" یا QUANTITY کے لفظ سے ادا کرتے ہیں، اور ایک کسی شے کا جوہر یا صفت ہے جس کو اصطلاحاً "کیفیت" QUALITY کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ قرآنی اعلان جو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا گیا ہے ان دونوں پہلوؤں پر مشتمل ہے، یعنی آپ کی بعثت و نبوت، آپ کے وجود گرامی، اور آپ کی تعلیمات سے انسانیت کو جو فیض پہنچا، اس کو حیاتِ نو کا جو پیغام ملا، اور اس کی بیماریوں کا جو مداوا، اس کے مصائب کا جو خاتمہ ہوا۔ اس پر رحمتوں کا جو دروازہ کھلا وہ اپنی وسعت و کثرت اپنی مقدار و کمیت (QUANTITY) کے اعتبار سے بھی اور اپنی نوعیت و ماہیت اپنے جوہر و کیفیت (QUALITY) کے اعتبار سے بھی بے نظیر و بے مثال ہے۔ "رحمت" ہماری روزمرہ زندگی کا ایک کثیر الاستعمال لفظ ہے۔ اس کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جس سے کسی انسان کو فائدہ یا راحت حاصل ہو، اس کے انواع و اقسام اور اس کے مراتب و درجات کا کوئی ٹھکانہ نہیں اگر کوئی کسی کو پانی پلا دیتا ہے تو وہ بھی ایک طرح کی "رحمت" ہے اگر کوئی کسی کو راستہ بتا دیتا ہے تو وہ بھی ایک طرح کی "رحمت" ہے اگر گرمی میں کوئی کسی کو پنکھا جھل دیتا ہے تو وہ بھی ایک طرح کی "رحمت" ہے۔ ماں اپنے بچہ کو پیار کرتی ہے، باپ اپنے لڑکے کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتا ہے، اور اس کے لیے زندگی کا ضروری سامان مہیا کرتا ہے۔ وہ اس سے بھی بڑی ایک رحمت ہے۔ استاد طالب علم کو پڑھاتا ہے، اس کو علم کی نعمت بخشتا ہے۔ یہ بھی ایک بڑی قابل قدر رحمت ہے، بھوکے کو کھانا کھلانا ننگے کو کپڑا پہنانا سب "رحمت" کے مظاہر ہیں، اور سب کا اعتراف ضروری اور شکریہ واجب ہے۔

لیکن "رحمت" کا سب سے بڑا مظہر یہ ہے کہ کسی جاں بلب مریض کی جان بچائی جائے۔ ایک بچہ دم توڑ رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب آخری ہچکی لے گا، ماں رو رہی ہے کہ میرا لال دنیا سے رخصت ہو رہا ہے اس سے کچھ نہیں ہو سکتا، باپ مارا مارا پھر رہا ہے اور سر پھوڑ رہا ہے سب بے بس معلوم ہوتے ہیں کہ اچانک ایک طبیب حاذق فرشتہ رحمت بن کر پہنچتا ہے اور کہتا ہے، گھبرانے کی کوئی

بات نہیں، وہ دوا کا ایک قطرہ بچہ کے حلق میں ٹپکاتا ہے، وہ آنکھیں کھول دیتا ہے۔ سب اس کو کو خدا کا بھیجا ہوا فرشتہ کہیں گے اور وہ ساری زحمتیں جن کا میں نے نام لیا، اسی "رحمت" کے سامنے مات ہو جائیں گی، اس لیے کہ یہ اس مریض پر ہی نہیں، بلکہ اس کے چھوٹے سے کنبہ بلکہ اس سے محبت کرنے والوں پر بھی احسان عظیم ہے کہ اس کی جان بچائی گئی۔ کوئی نابینا چلا جا رہا ہے، راستے میں کوئی خندق یا کوئی کنواں پڑ گیا، قریب ہے کہ اس کا اگلا قدم اسی خندق یا کنوئیں میں ہو اللہ کا ایک بندہ عین وقت پر پہنچتا ہے، اور وہ اس کی کمر کو پکڑ لیتا ہے اور اس کو خندق میں گرنے سے بچا لیتا ہے تو وہ اس کے حق میں فرشتہ رحمت کہلائے گا۔ ایک نوجوان جو اپنے ماں باپ کی آنکھ کا تارا اور اپنے کنبے کا سہارا ہے، دریا میں ڈوبنے لگا، وہ غوطے کھا رہا ہے، کوئی گھڑی ہے کہ وہ نذر نشیمن ہو جائے، ایسے میں کوئی اللہ کا بندہ اپنی جان پر کھیل کر کود پڑتا ہے اور اس کی جان بچا لیتا ہے، اس کے ماں باپ اور بھائی فرط مسرت اور احسان مندی کے جذبے سے اس سے لپٹ جاتے ہیں، اور ساری عمر اس کا احسان نہیں بھولتے۔

لیکن "رحمت" کا آخری مظہر یہ ہے کہ پوری انسانیت کو ہلاکت سے بچایا جائے۔ پھر ہلاکت ہلاکت اور خطرہ خطرہ میں بھی زمین آسمان کا فرق ہے، ایک عارضی ہلاکت اور تھوڑی دیر کا خطرہ ہے، ایک ابدی ہلاکت اور دائمی خطرہ ہے۔ خدا کے پیغمبر انسانوں کے ساتھ "رحمت" کا جو معاملہ کرتے ہیں، وہ ان رحمتوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ یہ زندگی کا مواج سمندر، یہ زندگی کا طوفانی دریا، جو انسانوں اور افراد ہی کو نہیں قوموں اور ملکوں کو غرق کر چکا ہے تہذیبوں کا تمدنوں کو لقمۂ اجل بنا چکا ہے، جس کی موجیں نہنگوں کی طرح منہ پھیلا کر بڑھتی اور بپھرے ہوئے شیر کی طرح انسانوں پر حملہ کرتی ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ اس بے رحم دریا سے کس طرح پار اترا جائے اور انسانی قافلے کو ساحل مراد بلکہ ساحل نجات پر پہنچایا جائے، نوع انسانی کا سب سے بڑا محسن اور اس کا نجات دہندہ قرار پائے گا جو انسانی کشتی کو جو ڈانوا ڈول ہو رہی ہے، جس کے سوا موجودہ ہیں لیکن ملاح مفقود، ساحل تک پہنچا دے۔ نوع انسانی ان کی بھی شکر گزار ہے، جو اس کو علم و فن کا تحفہ دیتے ہیں، وہ ان کی بھی شکر گزار ہے جو اس کی معلومات میں اضافہ کرتے ہیں، وہ ان کی بھی شکر گزار ہے، جنھوں نے اس کی زندگی کو پر راحت بنایا اور اس کی زندگی کی مشکلات کو ختم کیا یا کم کیا، وہ کسی کے احسان کی ناقدری نہیں کرتی، لیکن اس کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اس کو ان دشمنوں سے بچایا جائے جو اس کی جان کے دشمن ہیں، اور اس کی کشتی پار لگائی جائے۔

اس زندگی کی بے رحم موجیں اور اس دریا کے ظالم و خونخوار نہنگ کیا ہیں اس کائنات کے پیدا کرنے والے کی ہستی، اس کی حقیقی صفات اور مقام سے بے خبری، شرک، اصنام و اوہام پرستی میں مبتلا ہونا ہے۔ انسانیت کی بے شعوری اور خود فراموشی، خدا ناشناسی اور نفس پرستی، اپنے حدود سے تجاوز کر جانا، اخلاق کا بگاڑ، جذبات کی سرکشی، اپنا فرض ادا کرنے سے انکار، اور اپنا حق وصول کرنے پر اصرار ہے، زندگی کے لیے سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ زندگی کی چول اپنی جگہ سے ہٹ جائے، انسان اپنے مقام و مرتبہ اور اپنے مقصد زندگی سے غافل ہو جائے وہ اپنے کو ایک بھیڑیا سمجھنے لگے یا سانپ و اژدہا، انسان حقیقتوں کو بھول جاتا ہے، تو زندگی کا یہ دریا، آگ کا دریا بن جاتا ہے پھر انسان، انسان کو کھانے لگتا ہے، پھر سانپوں، بچھوؤں، بھیڑیوں اور چیتوں کی ضرورت نہیں رہتی، انسان سب سے بڑا بھیڑیا بن جاتا ہے، جس کے سامنے بھیڑیئے کان پکڑیں، وہ ایسا شیطان بن جاتا ہے جس کے سامنے شیطان ناک رگڑے، اس وقت انسان اپنی لگائی ہوئی آگ میں خود سلگتے اور جلتے ہیں، باہر کی کسی آگ کی ضرورت نہیں۔

یہ وقت ہوتا ہے، جب خدا کی غیرت حرکت میں آتی ہے اس کی رحمت کا ظہور ہوتا ہے، اس وقت باد بہاری کا ایک جھونکا آتا ہے، اور یہ مردہ انسانیت کو تر و تازہ اور انسانیت کے خزاں رسیدہ چمن کو پھر بہار بنا جاتا ہے۔ انسانیت کو اس وقت ایسے ملاحوں کی ضرورت ہوتی ہے، جو اس کی کشتی کو پار لگا سکیں۔

اس حقیقت کو ذہن نشین کرنے کیلئے میں ایک تمثیل سے کام لوں گا، جو خدا کے پیغمبر کے منصب و مقام اور اس کے کام کی نوعیت و حیثیت کے سمجھنے میں وہ خدمت انجام دے سکتی ہے جو بہت سی دقیق علمی اور فلسفیانہ دلائل نہیں دے سکتے۔

کہتے ہیں کہ زندہ دل نوجوانوں کی ایک پارٹی پکنک کے لیے روانہ ہوئی، انہوں نے ایک ملاح سے طے کیا کہ وہ ان کو دریا کی سیر کرائے گا اور اس تفریح گاہ تک پہنچا دے گا جو دریا کے دوسرے کنارے پر واقع ہے، صبح کا سہانا وقت تھا۔ طبیعت موج پر تھی، کام کچھ نہ تھا، وہ آپس میں تو باتیں کیا ہی کرتے تھے، اس مرتبہ انہوں نے ملاح کو تفریح کا ذریعہ بنایا، وہ اس سے دل بہلانے لگے، ان میں سے ایک صاحبزادے نے کہا کہ چچا! آپ نے کچھ تعلیم بھی حاصل کی ہے؟ اس ملاح نے سر جھکا کے کہا نہیں، بھیا میں تو کچھ پڑھا لکھا نہیں ہوں میرے یہاں تو پرکھوں سے یہی ناؤ کھینے کا پیشہ چلا آ رہا ہے، ناؤ چلاتا ہوں چار پیسے کما لیتا ہوں، اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ بھر لیتا ہوں۔ دوسرے صاحبزادے بولے، چچا جان! آپ نے گرامر تو پڑھی ہو گی، انگلش لٹریچر کا تو مطالعہ کیا ہو گا؟ ملاح نے کہا میں تو آج پہلی مرتبہ یہ بھاری بھاری نام سن رہا ہوں تیسرے صاحب بولے کہ آپ نے جامیٹری تو ضرور پڑھی ہو گی، اس کے بغیر تو کشتی چلائی جا سکتی؟ کس زاویہ (ANGLE) سے چلائی جائے کس زاویہ سے نہ چلائی جائے؟ اس نے کہا میں کچھ نہیں سمجھا، اسی طرح انہوں نے اپنے ان سب مضامین کا باری باری سے نام لیا، جو وہ کالج میں پڑھتے تھے، اور آخر میں پوچھا کہ آپ نے الجبرا تو پڑھا ہی ہو گا، وہ بڑا ضروری علم ہے؟ ملاح بیچارے نے شرما کر کہا کہ بھیا، یہ شہر کا نام ہے یا آدمی کا؟ لڑکوں

نے ایک قہقہہ لگایا۔ پھر ملاح سے پوچھا۔ تمہاری عمر کیا ہے؟ ملاح نے کہا یہی کوئی چالیس برس ہوگی۔ لڑکے کہنے لگے کہ جاؤ تم نے اپنی آدھی عمر کھوئی ملاح خاموش ہو گیا، اللہ کو اس کی غریبی اور جہالت پر رحم آیا، اب اس کی باری آئی، دریا ابھی تک پرسکون تھا، لیکن تھوڑی دیر کے بعد اسی میں طوفان آیا، بڑی بڑی لہریں اٹھنی شروع ہوئیں

ان لہروں نے اس کشتی سے ایسی شوخیاں کرنی شروع کیں جیسی یہ لڑکے ملاح سے کر رہے تھے، کشتی کبھی اس طرف جھکتی، کبھی اس طرف، لڑکوں کا یہ حال تھا کہ اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی سانس نیچے .... ملاح تھوڑی دیر تک تو خاموشی یہ تماشا دیکھتا رہا، پھر بڑی سنجیدگی کے ساتھ منہ بنا کر کہا۔ بھیا! تم نے کچھ پیرنا بھی سیکھا ہے؟ تو حقیقت حال نے ان کو سنجیدہ بنا دیا تھا، اور وہ ساری شوخی اور طباعی بھول گئے تھے، موت ان کو سامنے کھڑی نظر آ رہی تھی انہوں نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا کہ چچا جان پیرنا تو نہیں سیکھا۔ لڑکوں نے تو یہ کہا تھا کہ جاؤ تم نے آدھی عمر کھوئی، ملاح نے بڑے بلیغ اور ادبی انداز میں کہا (بعض مرتبہ ان پڑھے لوگوں کی زبان سے ایسے فقرے نکل جاتے ہیں کہ بڑے بڑے شاعر اور ادیب ان پر سر دھنتے ہیں) کہ جاؤ میں نے تو اپنی آدھی عمر کھوئی تھی۔ تم نے اپنی ساری عمر ڈبوئی، اگر یہ کشتی ڈوبی تو تم جو نام لے رہے تھے (وہ بھاری بھاری لفظ بیچارے ملاح کو کہاں یاد رہ سکتے تھے) —— وہ تمہارے کیا کام آئیں گے، تم کچھ نہ پڑھتے مگر پیرنا سیکھ لیتے، تو کہیں اچھے رہتے، تم سے تو میں دو ٹکے کا ملاح اچھا کہ میں پیرنا جانتا ہوں، اپنی جان بچا لوں گا۔

تاریخ انسانی ہمیں بتلاتی ہے، اور اس کا ریکارڈ موجود ہے کہ جب زندگی کی کشتی انسانوں کی بداعمالی سے الٹی یا ڈوبی تو کوئی چیز نہیں بچی، تہذیبوں نے ہزاروں برس میں جو سرمایہ پیدا کیا تھا، ہزاروں لاکھوں انسانوں کے دماغ کا نچوڑ، ان کی ذہانت کا جوہر، ادب، شاعری، فلسفہ کا انمول خزانہ وہ سب اس کشتی، اور اس کشتی کے سواروں کے ساتھ ڈوب گیا۔ زندگی کی یہ کشتی، شاعری کے انحطاط، ادب کے زوال تعلیم گاہوں کی کمی اور اعلیٰ تعلیم کے فقدان دولت و سرمایہ کی کمی، یا معیارِ زندگی کے پست ہو جانے سے نہیں ڈوبی، وہ اس وجہ سے ڈوبی کہ انسان خودکشی پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے جس شاخ پر اپنا نشیمن بنایا تھا اور جس شاخ پر اس کا سارا کنبہ اور اس کی متاع تھی۔ اسی شاخ پر وہ تیشہ چلانے لگا۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ انسانوں کے دماغ پر ایسے دورے پڑتے رہے ہیں کہ انسان تعمیر کے بجائے تخریب پر اتر آتا ہے، ہم نے بارہا حیرت کی آنکھوں سے دیکھا ہے، یقین نہیں آتا تھا لیکن یقین کرنا پڑا کہ انسانوں نے اسی شاخ کو پورے جوش کے ساتھ کاٹنا شروع کر دیا جس پر ان کا آشیانہ تھا، گویا کہ یہ ایک نہایت عظیم الشان کارنامہ اور کوئی زبردست تعمیری کام ہے، انسان ہلاکت کی خندق میں چھلانگ لگانے پر اصرار کر رہا ہے زندگی سے بیزار اور ہلاکت کے لیے بیقرار ہے۔ گویا زندگی کوئی عذاب، اور ہلاکت کوئی عظیم نعمت اور عظیم ترین لذت ہے۔

چھٹی صدی مسیحی میں عالمگیر پیمانہ پر یہی کیفیت نظر آتی ہے، اس وقت پوری نوع انسانی خودکشی پر آمادہ نہیں کمربستہ تھی، جیسے خودکشی کرنے کی اس نے قسم کھائی تھی۔ ساری دنیا میں خودکشی کی تیاری ہو رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس منظر اور صورتِ حال کی جو تصویر کھینچی ہے اس سے بہتر کوئی بڑے سے بڑا مصور، ادیب و مورخ تصویر نہیں کھینچ سکتا وہ فرماتا ہے۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ

اور خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ط تک پہنچ چکے تھے تو خدا نے تم کو اس سے بچا لیا۔

ہمارے مورخوں اور سیرت نگاروں کا خدا بھلا کرے، ان سے جاہلیت کی تصویر پورے طور پر نہ کھینچ سکی، وہ نہ صرف قابلِ معافی بلکہ ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں کہ ادب اور زبان کا ذخیرہ ساتھ نہیں دیتا۔ واقعہ اور صورت حال اتنی سنگین اتنی نازک، اتنی مہیب اور اتنی پیچیدہ اور دقیق تھی کہ موئے قلم سے اس کی تصویر اور زبان و ادب کی بڑی سے بڑی قدرت و صلاحیت سے اس کی تعبیر ممکن نہیں، کوئی مورخ اس کا حق کیسے ادا کر سکتا ہے، دورِ جاہلیت جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی، کیا وہ ایک یا دو قوموں کے انحطاط یا اخلاقی بگاڑ کا مسئلہ تھا خالی بت پرستی کا مسئلہ تھا، اخلاقی جرائم و ذمائم کا مسئلہ تھا، شراب نوشی، قمار بازی، عیش پرستی ہوس رانی، حقوق کی پامالی ظلم و استبداد، معاشی استحصال، جابرہ اور بیداد حکومتوں، ظالمانہ نظاموں اور غیر منصفانہ قوانین کا مسئلہ تھا؟ کیا مسئلہ یہ تھا کہ کسی ملک میں باپ اپنی نوزائیدہ بچی کو زندہ درگور کر رہا تھا؟ مسئلہ یہ تھا کہ انسان انسانیت کو خاک میں ملا رہا تھا، مسئلہ یہ نہیں تھا کہ عرب کے کچھ سنگدل اور قسی القلب لوگ اپنی معصوم بچیوں کو جھوٹی شرم اور خیالی ننگ و عار سے بچنے کے لیے ایک خود ساختہ تخیل اور ایک ظالمانہ روایت کی بنا پر اپنے ہاتھوں زمین میں دفن کر دینا چاہتے تھے، مسئلہ یہ تھا کہ مادرِ گیتی اپنی پوری نسل کو زندہ دفن کرنا چاہتی تھی وہ دور ختم ہو چکا، اب اس کو کیسے لا کر سامنے کھڑا کر دیا جائے۔ وہ جن لوگوں نے دیکھا تھا وہی اس کی حقیقت کو سمجھتے اور جانتے تھے۔

مسئلہ کسی ایک ملک و قوم کا بھی نہیں، نہ کسی ایک مغالطہ اور فریب کا تھا مسئلہ انسانیت کی قسمت کا تھا۔ مسئلہ نوعِ انسانی کے مستقبل کا تھا اگر کوئی مصور ایسی تصویر پیش کرے، جس میں دکھایا گیا ہو کہ نوعِ انسانی کی نمائندگی ایک انسان کر رہا ہے، ایک حسین و جمیل پیکر، ایک فربہ و توانا جسم، جو خدا کی صنعت کا بہترین نمونہ ہے، جس سے آدم کا نام زندہ اور سلسلہ قائم ہے۔ جو محسود

ملائکہ ہے اور مقصودِ آفرینش، جس کے سر پر خدا نے خلافت کا تاج رکھا ہے، اور جس کی وجہ سے یہ کرۂ ارضی ایک خرابہ اور ویرانہ نہیں، ایک آباد اور گلزار جگہ ہے، اس انسان کے سامنے آگ کا سمندر ہے، ایک نہایت مہیب خندق ہے، جس کی کوئی تھاہ نہیں، وہ انسان اس میں چھلانگ لگانے کے لیے تیار کھڑا ہے، اس کے پاؤں اٹھ چکے ہیں، اور وہ مائل بہ دواز ہے، ایسا نظر آرہا ہے کہ چند لمحوں میں وہ اس کی اندھیریوں میں غائب ہو جائے گا، اگر اس دور کی ایسی تصویر کھینچی جائے تو کسی حد تک اس صورت حال کا اندازہ ہو سکتا ہے جو بعثت کے وقت پائی جاتی تھی، اور اسی حقیقت کو بیان کرنے کے لیے فرمایا گیا ہے کہ:-

وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا۔

اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے۔ خدا نے تم کو اس سے بچا لیا۔

اور اسی کو زبان نبوت نے ایک تمثیل میں بیان کیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ،، میری اس دعوت و ہدایت کی مثال جس کے ساتھ مجھے دنیا میں بھیجا گیا ہے، ایسی ہے جیسے ایک شخص نے آگ روشن کی، جب اس کی روشنی گرد و پیش میں پھیلی تو وہ پروانے اور کیڑے جو آگ پر گرا کرتے ہیں، ہر طرف سے امنڈ کر اس میں کودنے لگے اسی طرح سے تم آگ میں گرنا اور کودنا چاہتے ہو اور میں تمہاری کمر پکڑ پکڑ کر اس سے بچاتا اور علیحدہ کرتا ہوں ؎

حقیقتاً اصل مسئلہ یہی تھا کہ انسانیت کی کشتی کو سلامتی کے ساتھ پار لگایا جائے، جب انسان اپنے صحیح موڑ میں آجائے گا، جب زندگی میں اعتدال و توازن پیدا ہو جائے گا، تو ان سب تعمیری، فلاحی، علمی، ادبی اور ترقیاتی کوششوں اور منصوبوں کا دور آئے گا، جن کی صلاحیت مختلف انسانوں اور انسانیت کے بہی خواہوں میں پائی جاتی ہے۔ حقیقتاً ساری دنیا پیغمبروں کی احسان مند ہے کہ انہوں نے نوعِ انسانی کو ان خطرات سے بچا لیا جو اس کے سر پر ننگی تلوار کی طرح لٹک رہے تھے، دنیا کا کوئی علمی تعمیری اصلاحی کام، کوئی فلسفہ، کوئی دبستانِ فکر ان کے احسان سے سبکدوش نہیں، سچ پوچھئے تو موجودہ دنیا اپنی بقاء اور ترقی اور زندگی کے استحقاق میں پیغمبروں کی رہینِ منت ہے، انسانوں نے زبانِ حال سے کئی مرتبہ اعلان کیا کہ اب ان کی افادیت ختم ہو گئی، اور اب وہ دنیا کے لیے اور اپنے لیے کوئی نافعیت، برکت و رحمت اور کوئی پیغام اور دعوت نہیں رکھتے انہوں نے اپنے خلاف خدا کی عدالت میں خود نالش کی اور گواہی دی، ان کی مسل تیار تھی، اور وہ اپنے آپ کو بڑی سے بڑی سزا بلکہ سزائے موت کا مستحق ثابت کر چکے تھے

(بشکریہ بنیات کراچی)

اسلامی مساوات کے چند جواہرات

محمد طیب شاھد

تاریخ اسلام کی چند جھلکیاں

ایک دفعہ نبی کریم صلعم مدینے کے گلی کوچوں سے گذر رہے تھے۔ آپ کو انتہائی ضروری کام تھا۔ اس لئے سرور کائنات ؐ نہایت تیزی سے قدم بڑھا رہے تھے کہ اچانک آپ کے سامنے ایک ضعیف آدمی آگیا۔ وہ کافی بوڑھا ہونے کے باعث تیزی سے نہیں چل سکتا تھا۔ حضور صلعم اس کے پیچھے نہایت آہستگی سے چلنے لگے اس بوڑھے آدمی کی تکریم کے باعث آپ ؐ نے اس کے پیچھے چلنے کو مناسب خیال فرمایا۔

فارس کی جنگ میں مغیرہ بن شعبہ ؓ رستم کے پاس سفیر بنا کر بھیجے گئے۔ جب مغیرہ ؓ دربار میں پہنچے تو بلا خوف و خطر رستم کے برابر تخت پر بیٹھ گئے۔ رستم کے درباریوں میں کھلبلی مچ گئی اور انہوں نے مغیرہ ؓ کو تخت سے اتارنا چاہا مغیرہ ؓ نے کہا ہمارے ہاں تو ایک دوسرے کو غلام بنانے کا کوئی دستور نہیں ہم عرب لوگ آپس میں برابر ہیں۔

ایک دفعہ امیر المومنین عمر فاروق ؓ اور حضرت علی ؓ بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے تھے۔ کہ اچانک ایک یہودی آیا اور حضرت عمر ؓ سے کہنے لگا میں علی رضی اللہ عنہ پر دعویٰ کرنے آیا ہوں۔ امیر المومنین نے حضرت علی ؓ سے فرمایا۔ ابو الحسن سامنے کھڑے ہو کر جواب دو۔ حضرت علی ؓ جواب دہی کے لئے کھڑے ہوئے۔ لیکن آپ کی پیشانی شکن آلود تھی یہودی اپنے دعویٰ میں جھوٹا ثابت ہوا۔ جب یہودی چلا گیا تو امیر المومنین ؓ نے حضرت علی ؓ سے پوچھا کہ جب آپ کو جواب دہی کے لئے کھڑے ہونے کو کہا گیا تو آپ ناخوش کیوں نظر آرہے تھے۔ کیا عدالت میں یہودی کے برابر کھڑے ہونے میں عار محسوس ہو رہا تھا۔ حضرت علی ؓ نے فرمایا نہیں یہ بات نہ تھی۔ بلکہ یہ بات تھی آپ نے مجھے عزت کے الفاظ سے مخاطب کیا تو مجھے خیال ہوا کہ کہیں یہودی یہ نہ سمجھے کہ مدعا علیہ کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور اس کا یہ سمجھنا کہیں ہماری عدالت کی شان معدلت کے خلاف نہ ہو۔

حضرت معاذ ابن جبل ؓ نے رومی دربار میں یہ فرمایا تھا۔ ہم نے جس کو بادشاہ بنایا ہے وہ کسی بات میں اپنے آپ کو ترجیح نہیں دے سکتا وہ پردہ میں نہیں بیٹھتا اپنے آپ کو ہم سے بڑا نہیں سمجھتا۔ مال و دولت میں اس کو ہم پر کوئی ترجیح نہیں۔

ایک دن امیر المومنین حضرت علی ؓ حسب معمول معمولی کپڑے زیب تن کئے بازار جا رہے تھے۔ ایک شخص جو آگے جا رہا تھا۔ آپ کو دیکھ کر تعظیماً آپ کے پیچھے ہو گیا۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا۔ میرے برابر چلو اس نے عرض کی امیر المومنین میں تو احترام اور تعظیم کے لئے پیچھے چل رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ طریقہ درست نہیں یہ حکمران کے لئے فتنہ اور مسلمان کے لئے ذلت ہے۔

جب امیر المومنین حضرت عمر فاروق ؓ نے مصر کی فتح کا ارادہ کیا تو اول صلح کا پیغام دے کر حاکم مصر کے پاس بھیجا جس کا سردار حضرت عبادہ ؓ کو مقرر فرمایا جو حبشی تھے۔ جب یہ وفد حاکم مصر کے سامنے پہنچا تو اس نے کہا کہ اس حبشی کو نکال دو۔ وفد کے لوگوں نے کہا کہ یہی ہمارے سردار ہیں۔ اور جو کچھ یہ کہیں گے ہم اس کے پابند ہیں۔ حاکم حیران ہوا کہ تم نے ایک حبشی کو اپنا سردار مقرر کیونکر کیا۔ انہوں نے جواب دیا ہمارے درمیان تو رنگ یا قومیت پر عزت نہیں بلکہ فضیلت تقویٰ پر ہے۔ اور یہ حبشی ہم سب سے زیادہ متقی ہے۔

حضرت عمرو بن العاص ؓ نے ایک مشہور دشمن کا سر کاٹ کر حضرت صدیق ؓ کی خدمت میں روانہ کیا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ آئندہ کسی کا سر کاٹ کر نہ بھیجا جائے۔ کسی نے کہا کہ کافر تو مسلمانوں کے سر کاٹ کر اپنے رئیس کے ہاں بھیجتے ہیں۔ حضرت صدیق ؓ نے فرمایا جب ہمارے پاس حکم خدا اور رسول ہے تو پھر روم اور فارس کی تقلید کیوں کی جائے۔

ایک دفعہ حضرت عمر ؓ نے اپنی آنکھ سے ایک شخص کو زنا کرتے دیکھا تو حضرت علی ؓ سے مشورہ کیا کہ خلیفہ کو اپنی روایت پر سزا تجویز کرنے کا اختیار ہے یا نہیں۔ حضرت علی ؓ نے جواب دیا کہ جب نص صریح موجود ہے کہ چار

باقی ص ۱۸ پر

حافظ خالد سیف اللہ بصیرپوری

اسلام اور اسلامی نظام کی اہمیت

کائنات ارضی وسماوی میں بزرگ وبرتر جو ذات پیدا فرمائی گئی وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر خاتم النبین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو کائنات ہی کو پیدا نہ کیا جاتا۔ اس سے علوشان کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ زمین وآسمان بحروبر کوہ دشت اور باغ وبہار صرف آپ ہی کی بدولت پیدا کئے گئے۔ بالفاظ دیگر ان کا پیدا کرنا مقصود نہ تھا۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ نہ سیدنا آدم نہ نوح نہ ابراہیم نہ عیلےٰ علیہم السلام مقصود تھے۔ بلکہ ان سب کا باعث اور تمام موجودات کی تخلیق کا سبب فخر موجودات کی ذات بابرکات تھی یہ وہ ذات ہے جس کی سواری کے لئے براق ورف رف اور جن کی سیاحت کے لئے ساتوں آسمان اور جن کی مسند عرش بریں اور جن کا قرب قاب قوسین ہے۔

مگر ایسے ذی جاہ وذی وقار اور اپنے پیارے اور لاڈلے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں وادی طائف میں لہولہان کردیا جارہا ہے کبھی اونٹ کا اوجھڑ کندھوں پہ ڈالا جارہا ہے۔ اور کہیں راستے میں کانٹے بچھائے جارہے ہیں۔ حتےٰ کہ آپ کو اپنے وطن عزیز سے ہجرت کرنے پر مجبور کردیا گیا۔ کوئی ایسی تکلیف نہ تھی جو آپ کو نہ دی گئی ہو۔ آپ کا مقام یہ کہ تخلیق کائنات آپ کی خاطر اور تکالیف اس قدر کہ سن کر رونگٹے کھڑے ہوں۔ محبوب خدا کو جس قدر تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ آپ سے پہلے جتنے بھی نبی یا رسول آئے کسی کو بھی اتنی تکلیف دی گئی۔ اور آپ ہیں کہ تکلیفیں برداشت کر رہے ہیں۔ اور زبان پر ذرا شکوہ نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ہوا کو حکم دیتے تو ہوا ان دشمنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اڑا کر ختم کر دیتی پہاڑوں کو حکم ہوتا تو وہ کچل کر رکھ دیتے۔ زمین پھٹ کر انہیں غرق کر دیتی آسمان ٹوٹ کر ان کو ملیامیٹ کر دیتا جس نے ابابیلوں سے ہاتھی مروا دیئے وہ سب کچھ ہوتا ہوا دیکھ رہا ہے۔ اپنے محبوب پر مصیبتوں کے پہاڑ ڈھائے جارہے ہیں۔ مگر نہ تو طوفان نوح برپا ہوتا ہے نہ تند وتیز ہوا چلتی ہے نہ زمین میں زلزلہ نہ آسمان سے عذاب نازل ہوتا ہے۔ ادھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ استقلال کیساتھ تمام مصائب کو برداشت کر رہے ہیں اور کوئی بڑی سے بڑی مصیبت آپ کے پائے استقلال میں ذرہ برابر لغزش پیدا نہیں کر سکتی۔

یہ تمام تر تکالیف کیوں دی گئیں یہ مخالفت کا طوفان کیوں اٹھایا گیا صرف اس لئے کہ یہ لوگ اسلام کی عظمت اور حاکمیت کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف خود ہی اسلام پر عمل کرنے پر اکتفا کرتے تو کوئی بھی آپ کے مخالف نہ ہوتا۔ مخالفت اس بات پر تھی کہ وہ اسلام کی تبلیغ اور اسلام کا تسلط گوارا نہ کرتے تھے۔ مگر پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اس آخری پیغام اور اس مکمل ضابطہ حیات کو اپنی پوری زندگی کا مشن بنا چکے تھے۔ اور اسی مشن کی تکمیل کے لئے خود بھی قربانی دے رہے تھے۔ اور آپ کے مٹھی بھر جانثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی قربان ہو رہے تھے۔ کہیں سیدنا بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ دہکتے انگاروں پر لٹائے جارہے ہیں کہیں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کٹ رہے ہیں اور کہیں جناب رضی اللہ عنہ کو سولی چڑھایا جارہا ہے۔ کبھی فاقے پر فاقے ہو رہے ہیں پیٹ پر پتھر بندھ رہے ہیں۔ یہ سب کچھ برداشت ہو رہا ہے۔ مگر پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں کہ اپنے مشن پر ڈٹے ہوتے ہیں اور یہ ہرگز گوارا نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر فسق وفجور ہو اور انسان اپنی من مانی کے لئے اپنے وضع کردہ قوانین پر عمل کرے۔ اسی عظیم الشان نصب العین کی خاطر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے۔ حضرت حمزہ اور دیگر صحابہ کس طرح شہید کئے گئے۔ فدایان رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تن من دھن کی قربانی دے کر اللہ تعالیٰ کے اس قانون کو اللہ تعالےٰ کی زمین پر حاوی کر دیا۔

غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان کی قدر وقیمت ہے۔ کہ جب تک ایک بھی مسلمان اللہ اللہ کرنے والا باقی ہوگا۔ اس وقت تک یہ سارا نظام کائنات باقی رہے گا۔ اور قیامت برپا نہیں ہوگی۔ مگر جب ایک بھی مسلمان نہ رہے گا تو یہ سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اور یہ زمین وآسمان کا نام ونشان تک نہ رہے گا۔ تو یہ مقام ایک عام مسلمان کا ہے کہ اس کے ذریعے پوری کائنات قائم ہے۔ مگر صحابہ جو کہ اسقدر بلند مقام رکھتے ہیں کہ تمام اولیاء کرام مل کر بھی ایک صحابی کے مقام کو نہیں پہنچ سکتے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کہ تمام انبیاء علیہم السلام کا شان اکٹھا کیا جائے تو پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شان کا مقابلہ نہ ہو سکے گا۔ اتنے عظیم المرتبت پیغمبر اور عالی مقام صحابہ اسلام کی خاطر تن من دھن کی قربانی دے رہے ہیں۔ اس سے اہمیت اسلام کا اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں اسلام کی کس قدر اہمیت ہے۔

خلفاء راشدین میں بھی جب کسی فتنہ نے اسلام کے خلاف سر اٹھایا تو سب سے پہلے اس خلاف اسلام فتنہ کی سرکوبی کی گئی اور باقی تمام معاملات پر

اسلام اور نظام اسلام کی فوقیت رہی۔ اسلام سے قبل جو حالت عرب کی تھی وہ ایسی ناگفتہ بہ کہ تازہ خون چاٹ جاتے شراب، جوا، دختر کشی اور ہر برائی ان میں پائی جاتی نہ کچھ کھانے کو نہ کچھ پینے کو چوری ڈکیتی پر بسر اوقات تھی۔

مگر جب اسلام کی حاکمیت ہوئی اور اسلامی نظام رائج ہوا تو اس کی برکات سے ایسے متمتع ہوئے کہ دنیا کی کوئی نعمت ایسی نہ تھی جو ان کو نہ ملی ہو۔ اور اس کے علاوہ روئے زمین پر ان کا سکہ جاری ہو چکا تھا اور پوری دنیا ان سے لرزہ براندام تھی۔

اسلام بذات خود ایک ایسی زبردست قوت ہے کہ جو بھی اس سے وابستہ ہوا کامیابیوں سے ہمکنار ہوتا گیا اور جو برگشتہ ہوا ذلت و خواری میں گرفتار ہوا۔ جب تک مشرکین مکہ نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ ظاہری طاقت اور تعداد میں بھی زیادہ تھے مگر ناکامی و نامرادی ان کا مقدر بن چکی تھی۔ لیکن جوں ہی کلمہ پڑھ کر اسلام کے دامن میں آئے تو اس قدر قوت پیدا ہو گئی کہ مٹھی بھر بے سروسامان صحابہ جس طرف بڑھے کامیاب و بامراد ہوتے گئے۔ تو یہ قوت کہاں سے آ گئی سامان حرب نہیں کثرت تعداد نہیں فاقے پہ فاقہ آ رہا ہے مگر فتح و نصرت کے شادیانے بجاتے ہوئے ہر طرف بڑھ رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ تمام قوت اسلام نے عطا فرمائی اور اسلام کو دل و جان سے قبول کر لینے پر یہ نصیب ہوئی۔

آج شور برپا کیا جا رہا ہے کہ فلاں نے پاکستان کو دل سے قبول نہیں کیا۔ اور فلاں ملک کا وفادار نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا الزام لگانے والے اس بات کا جواب اور ثبوت دیں کہ آیا انہوں نے اسلام کو بھی دل سے قبول کیا ہے یا نہیں اور وہ اسلام کے وفادار بھی ہیں یا صرف اقتدار کے۔ اگر اسلام کو دل سے قبول کیا ہوتا اور اسلامی نظام ملک میں رائج کیا ہوتا تو آج ملک کے دو ٹکڑے نہ ہوتے چوری ڈکیتی رہزنی کا نام و نشان نہ ملتا زنا کے اڈے نہ پائے جاتے اور بے راہروی کا خاتمہ ہو جاتا ملک میں ہر طرف امن و سکون ہوتا نہ دفعہ ۱۴۴ کی ضرورت پڑتی نہ سیاسی قتل ہوتے ملک مضبوط ہوتا اور دنیا میں پاکستان ایک مثالی مملکت ہوتی۔

جس طرح صوبہ سرحد میں جناب مفتی محمود صاحب ناظم اعلیٰ جمعیت علماء اسلام پاکستان نے شراب و قمار پر پابندی لگائی اور دیگر اسلامی اصلاحات نافذ کر کے اسلام سے اپنی وفاداری کا عملی ثبوت دیا اسی طرح حکمران طبقہ کو چاہیے کہ وہ بھی آرڈی ننس کے ذریعے اسلامی قانون کا نفاذ کر کے اسلام سے اپنی وفاداری کا عملی ثبوت دیں۔

وفادار و غدار معلوم کرنے کا سب سے بڑا معیار یہ ہے کہ جو اسلام کا وفادار ہے وہی ملک و ملت کا وفادار ہے اور جو اسلام کا وفادار نہیں وہ ملک و ملت کا کبھی وفادار نہیں ہو سکتا۔ اسلام سے بڑھ کر اور کوئی کسوٹی نہیں جس پر ملک و ملت کے غدار و وفادار میں تمیز ہو سکے۔ اس لئے جو اپنی وفاداری کے دعوے میں سچا ہو وہ اسلام سے اپنی وابستگی کا ثبوت دے۔ ورنہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور والی مثال ان پر صادق آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ایسے رہنماؤں سے ملک و ملت کو محفوظ فرمائے۔ جو اسلام کو ذاتی مفاد کی بھینٹ چڑھانے کے جرم عظیم کے مرتکب ہوں۔

بقیہ: تاریخ اسلام

گواہ ہونے چاہییں تو صرف آپ کی روایت پر کس طرح تعزیز کا حکم لگ سکتا ہے۔

و ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ایک نشہ باز کو دیکھا آپ نے اس کو کوڑے لگانے کا ارادہ کیا۔ نشہ باز نے حضرت عمرؓ کو گالی دی تو آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا۔ اے امیر المؤمنین جب اس نے آپ کو گالی دی تو آپ نے اسے چھوڑ دیا حضرت عمرؓ نے کہا اس نے مجھے گالی دی ہے۔ اب میں اگر اس کو تعزیز کرتا تو اپنے نفس کے غصہ کے واسطے کرتا اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کسی مسلمان کو اپنے نفس کی حمایت میں ماروں۔

وزیر اعظم کا دورہ گوجرانوالہ

عوام کو کن سوغاتوں سے نوازا گیا

رپورٹ :- ڈاکٹر غلام محمد

دسمبر کے ابتدائی ایام میں جناب وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی آمد کی خبریں مختلف ذرائع سے سنی گئیں۔ ہم بھی سنتے رہے مگر آخر روزنامہ جنگ میں بھٹو صاحب کی آمد کی تاریخ کا اعلان ۲۴ دسمبر ۱۹۷۶ء ہوا۔ پہلے ۱۹ دسمبر پھر ۲۳ دسمبر آخر میں ۲۴ دسمبر کا اعلان کیا گیا اور پیپلز پارٹی کی تیاریاں اور سرگرمیاں بھی دیکھی اور سنی گئیں۔ حافظ آباد سے بیس ہزار افراد گکھڑ سے دس بسیں اور دیگر دیہاتوں سے بھی بہت کچھ کیا گیا۔ کوشش یہی تھی کہ ضلع گوجرانوالہ کے تمام جاندار ۲۴ تاریخ کو جناب وزیر اعظم کا استقبال کریں گے۔ وکلاء۔ طلباء قانون دان کسان مزدور اور دیگر طبقات سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے وفود ملاقاتیں کریں گے۔

پیپلز پارٹی سٹی گوجرانوالہ اور ضلع گوجرانوالہ میں کافی حد تک دھڑے بندی اور اختلافات کے ہوتے ہوئے ورکروں نے بڑی لگن کے ساتھ قائد عوام کے استقبال کو رونق دینے کے لئے شب و روز کام کیا۔ تنظیم نو اور نئے شمولیت کے اعلان کرنے والے حضرات نے سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے لئے بعض جگہوں پر لوگوں کی منت سماجت کی کہ جناب بھٹو صاحب گوجرانوالہ تشریف لا رہے ہیں۔ بسیں سپیشل ہونگی مہربانی کر کے اس دفعہ تو آپ بھی تشریف لے چلیں مگر عوام نے کوئی دلچسپی نہ لی دوسری طرف ۱۹ دسمبر کو جن لوگوں کی بسیں تھیں انہیں بھی خطرہ پیدا ہوا کہ ہمارا نقصان ہوگا وزیر اعظم کی آمد پر ہماری "خیر نہیں" ان لوگوں نے بسیں محفوظ ٹھکانوں پر پہنچانے کا کام شروع کر دیا۔ ادھر ضلعی حکام کو بھی خطرہ لاحق ہوا کہ اگر یہ مہم کامیاب ہو گئی تو استقبال کا پروگرام کامیاب نہیں ہوگا۔ انتظامیہ نے پرائیویٹ بسوں کو قبضہ میں لینا شروع کر دیا۔ ہوا یہ کہ کئی بسیں بیمار پڑ گئیں کئی زیر علاج محرم الحرام قریب تھا۔ پنجاب کے رسم و رواج کے مطابق شادیوں کا زور تھا۔ شادیوں کا زور ہونے کی وجہ سے اور بسوں کی پکڑ دھکڑ کی وجہ سے ہزاروں لوگ پریشان ہوتے دیکھے گئے۔

راقم الحروف ۲۲ دسمبر کو گھر سے گوجرانوالہ آنے لگا تو لوگوں نے کہا کہ آپ سفر نہ کریں۔ کیونکہ بسیں تو ملتی نہیں ہیں۔ میں نے جمعہ گوجرانوالہ پڑھانا تھا سوچا کہ ہمت کروں اور چلو شائد جمعہ پر گوجرانوالہ پہنچ جاؤں کوٹ لدھا سے کافی انتظار کے بعد ایک ٹرالی پر سوار ہو کر حافظ آباد پہنچا اور بذریعہ ریل وزیر آباد اور وزیر آباد سے گوجرانوالہ۔

ریل پر سفر شروع کیا تو لوگوں کو پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں مل رہی تھی۔ ریل میں کئی قسم کے لوگ سوار تھے۔ وہاں بھی وزیر اعظم کی آمد کا ذکر شروع ہو گیا۔ مسافر کہیں سے کہیں چکر کاٹتے ہوئے خوار و خراب ہو رہے تھے۔ ایک مسافر سیالکوٹ سے برات کے ساتھ سرگودھا جا رہا تھا وہ کہتا ہے کہ سپیشل بس کو پولیس نے قبضہ میں لیا برات کی مجبوری کا عرض کیا گیا تو ایک لاکھ روپے کی ضمانت پر بس چھوڑی گئی اور وعدہ لیا گیا کہ کل ۹ بجے اسی جگہ پر بس موجود ہو۔

بہر حال ایسے کئی واقعات سنے گئے۔ ایک نمبردار نے بتایا کہ پولیس نے بلا کر کہا ہے۔ بسیں ہم بھیج دیں گے۔ آدمی آپ نے ہر حالت میں بھیجنے ہوں گے۔ ورنہ ....

طرح طرح کی باتیں اور دردبھری کہانیاں سنتے سناتے ہم وزیر آباد پہنچے تو ریلوے سٹیشن پر گوجرانوالہ کے لئے ٹکٹ کا مطالبہ کیا ٹکٹ دینے والے صاحب نے فرمایا کہ گوجرانوالہ کے لئے کوئی ریل نہیں ہے آخر دو تین دفعہ دریافت کرنے پر جواب ملا کہ رات ڈھائی بجے ایک ریل جائے گی۔ پہلے کوئی نمبر نہیں ہے۔ چند مسافروں سمیت ہم لوگ پریشان ہو کر چوک کی طرف جی ٹی روڈ پر روانہ ہوئے تو جی، ٹی، ایس اڈا تِل دھرنے کو جگہ نہ تھی اور بسیں بھی کم تعداد میں آتی تھیں ایک ٹرک والے ہمارے لئے رحمت کے فرشتہ کی صورت میں وارد ہوئے انہوں نے فرمایا گوجرانوالہ گکھڑ لاہور جانا ہے تو تشریف لائیں۔ ہم بے حد خوش ہوئے کہ ٹرک والوں نے تو جانا ہی ہے۔ شائد مصیبت زدہ سمجھ کر ہم پر ترس کھا کر دعوت دے رہے ہیں۔ مگر دریافت کرنے پر انہوں نے کہا کہ گکھڑ کے پانچ روپے اور گوجرانوالہ کے لئے صرف دس روپے فی سواری ادا کریں ہم حیران ہوئے کہ خداوندا وزیر اعظم کی آمد ہمارے لئے کیوں وبال جان بن گئی چاہیے تو یہ تھا کہ مشکلات ختم ہو جائیں مگر مشکلات بڑھ کیوں گئیں۔

راقم نے ڈرائیور کو ذرا تلخ لہجہ میں جواب دیا کہ لاہور کے لئے کیا کرایہ ہے تو وہ کہنے لگا صرف دس روپے میں نے کہا آپ جلدی تشریف لے جائیں۔ ہم تو پہلے ہی غضب کا شکار ہیں۔ کہیں تمہاری وجہ سے کوئی اور آفت نہ نازل ہو جائے ٹرک والا چل پڑا تو ایک آدمی نے پوچھا صوفی صاحب کہاں جاؤ گے میں نے جواب دیا گوجرانوالہ تو وہ کہنے لگا آپ تشریف لائیں میرے ساتھ کار میں بیٹھ کر چلیں۔ میں اس کی گفتگو سے مطمئن نہ ہوا کہ خدا جانے یہ کیا کرنے گا۔ جس دور میں ٹرک پر سفر کرنے پر

دس میل کا کرایہ پانچ روپے ہے اس دور میں کار کا۔ خدا جانے کتنا جرمانہ ادا کرنا پڑے آخر کرایہ دریافت کیا تو وہ صاحب کہنے لگے صرف دو روپے گوجرانوالہ جا کر دے دیں میں نے کہا میرے ساتھ کچھ اور ساتھی بھی ہیں۔ انہیں بھی بٹھالیں۔ اکیلا میں کار پر سوار ہونا نہیں چاہتا۔ ڈرائیور نے کہا ان کو بلا لو تین آدمی گھکھڑ کے لئے سوار ہوئے۔ ایک آدمی سنگھم سینما کے سامنے گوجرانوالہ اترا اور اس طرح ہم اپنی منزل مقصود پر پہنچے ہم نے اپنے اپنے سٹاپ پر اترتے ہوئے ڈرائیور کو دو،دو روپے بھی ادا کئے اور اللہ کا شکر ادا کیا عشاً کی جماعت ہو چکی تھی کہ مسجد پہنچا۔ رات جیسے کیسے گذر گئی۔ صبح دس بجے کے قریب راقم الحروف نے ۲۳ دسمبر کو جماعتی احباب کے مشورہ سے وزیر اعلیٰ پنجاب جناب صادق حسین قریشی کو ٹیلیگرام دیا جس کی ایک کاپی ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت کو بھی ارسال کی گئی جس میں چیف منسٹر پنجاب سے تین چار دن سے پرائیویٹ بسوں کی پکڑ دھکڑ اور مسافروں کو مصیبت سے نجات دلانے کی اپیل تھی۔ بعد میں سنا گیا وزیر اعلیٰ پنجاب نے فرمایا کہ گوجرانوالہ سے کچھ تار موصول ہوتے ہیں۔ جن میں بسوں کے نہ ہونے کی وجہ سے مسافروں کو دقت اور پریشانی ہے۔ لہٰذا کچھ بسیں چھوڑ دی جائیں۔

اسی دن جمعرات کو راقم الحروف نے شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر اور مولانا زاہد الراشدی صاحبان کے ساتھ ایک جلسہ عام سے خطاب کے لئے جانا تھا بڑی مشکل سے عصر کے بعد دو رکشے کئے اور ہم لوگ مغرب کے بعد لدھے والا چیمہ جو گوجرانوالہ سے تقریباً چودہ میل دور ہے۔ وہاں پہنچے تو ایک بس اور ٹرک کھڑا تھا۔ پتہ چلا کہ یہ بھی وزیر اعظم کے استقبال کے لئے لائے گئے ہیں۔ یہ کام پٹواریوں، سکول ماسٹروں نمبرداروں اور پیپلز پارٹی کے ایم پی اے، ایم این اے کے علاوہ عہدیداروں کے ذمہ تھا اور ان کی عزت کا مسئلہ تھا۔ رات کو تقریر کے بعد آرام کیا صبح نماز فجر ادا کرتے ہی روانگی ہوئی۔ کیونکہ ہم نے اپنی اپنی مسجدوں میں آکر جمعہ بھی پڑھانا تھا۔ پھر رکشے پر ہی واپسی ہوئی۔ گوجرانوالہ پہنچے تو بس پھر باہر سے لوگوں کی بسیں آنی شروع ہوئیں۔ زیادہ بسیں جو راقم الحروف نے دیکھیں ان پر سکولوں کے طالب علم جن کی عمر دس سال سے پندرہ سال تک تھی دیکھے گئے۔ کچھ بدھے سادھے عوام بے ربط نعرے لگاتے ہوئے جارہے تھے۔

اسی دن (۲۴ دسمبر) کو روزنامہ نوائے وقت میں بار ایسوسی ایشن گوجرانوالہ کی طرف سے ایک قرارداد چھپی کہ بار کی طرف سے وکلاء کا کوئی وفد وزیر اعظم سے ملاقات نہیں کرے گا۔ جو وکلاء بھٹو صاحب سے ملیں گے یہ ان کی ذاتی ملاقات ہوگی۔ آخر میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ جب تک ایک سابق صوبائی وزیر اور گوجرانوالہ بار کے رکن چوہدری محمد ارشاد کی پراسرار گمشدگی کا معمہ حل نہیں ہوتا اس وقت تک حکومت سے خوشگوار تعلقات نہیں ہو سکتے۔

یاد رہے کہ مارچ ۱۹۷۵ء کو جب وزیر اعظم تشریف لائے تھے تو گوجرانوالہ کے وکلاء نے اس وقت بھی بائیکاٹ کا اعلان کیا تھا۔ اور کوئی وفد بار کے فیصلہ کے مطابق بھٹو صاحب سے نہیں ملا تھا۔ اس قدر بھاگ دوڑ کے باوجود استقبال میں وہ بات پیدا نہ ہو سکی جس کی توقع تھی۔

مزید یہ کہ جمعہ سے پہلے ہی لاؤڈ سپیکروں پر پابندی کا آرڈر جاری ہو گیا تھا کہ مساجد میں اذان بھی بغیر لاؤڈ سپیکر دی جائے۔ لوگ حیران تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم نے تو سنا تھا کہ بھٹو صاحب کسی مسجد میں نماز جمعہ ادا کریں گے اور نمازیوں کی صفوں میں اضافہ ہوگا۔ اور مسجد کی تعمیر و ترقی کے لئے کچھ سہولتیں مہیا کریں گے۔

مگر یہ بات سن کر کسی اردو کے شاعر کا یہ شعر یاد آگیا۔

پھول بننے کی خوشی میں مسکرائی تھی کلی
کیا خبر تھی یہ تبسم موت کا پیغام ہے

خیر اذانیں بھی ہوتی رہیں اور وقت بھی آ گیا۔ کہ عوام کے دلوں کی دھڑکن اور محبوب "قائد" کے ہیلی کاپٹر کا لاہور سے گوجرانوالہ آنے کا تیزی سے انتظار ہونے لگا۔ ایک ہیلی کاپٹر پہلے گرجدار آواز سے گذرا وہ اتر گیا۔ تھوڑی دیر بعد دوسرا ہیلی کاپٹر آتا ہوا دیکھا وہ بھی اسی سمت چلا گیا اور اتر گیا تیسرے نمبر پر ساڑھے دس بجے سفید رنگ کا سیاہ ڈورے والا ہیلی کاپٹر دیکھا گیا اور سنا گیا کہ وزیر اعظم صاحب اس ہیلی کاپٹر پر سوار ہیں۔ ہیلی پیڈ پر اترنے کے بعد بھٹو صاحب جیپ میں سوار ہوئے۔ ہیلی پیڈ کا چکر لگایا عوام کا شکریہ ادا کیا اور کار میں بیٹھ کر وزیر اوقاف جیل خانہ جات رانا محمد اقبال احمد خان کی رہائش گاہ واقع سٹیلائیٹ ٹاؤن تشریف لے گئے۔ رانا صاحب نے کئی ہزار افراد کے لئے چائے کا انتظام کر رکھا تھا اور تقریباً پچاس ہزار روپے کی لاگت سے یہ چائے کا اہتمام کیا گیا تھا۔

بعد میں کینال ریسٹ ہاؤس میں کچھ وفود سے ملاقاتیں ہوئیں۔ وزیر اعظم صاحب نے ڈالڈا گھی کی قلت کو فوراً دور کرنے کا حکم دیا۔ اس پر عمل درآمد جانے کب ہوگا۔ اس کے بعد یہ بھی فرمایا کہ گوجرانوالہ کے علماء اور طلباء کے خلاف تمام مقدمات واپس لے لئے جائیں۔ خدا کرے ایسا ہو۔

یہ تھا وزیر اعظم کا دورہ گوجرانوالہ

جمعیت علماء اسلام کی سرگرمیاں

شہر شہر سے

ترتیب: قمر ہاشمی

ضلع مردان

جمعیۃ علماء اسلام ضلع مردان کی مجلس عمومی کا اہم اجلاس زیر صدارت امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع مردان مولانا لطف الرحمٰن منعقد ہوا۔ اجلاس میں ضلع بھر کے کافی ممبروں نے شرکت کی۔

اجلاس میں مولانا مفتی محمود صاحب کی ہدایت کے مطابق حلقہ وار اجلاس کا فیصلہ کیا گیا۔ اجلاس میں امیر صوبہ مولانا محمد ایوب جان بنوری صاحب اور صاحبزادہ عبدالباری جان جنرل سیکرٹری نے شرکت کی۔

۵ جنوری ۷۶ء کو بمقام مصباریں۔ حلقہ کمال زئی

۶ " " " تخت بھائی " ماتیزے

۸ " " " گنبار گڑھ " مازے

۱۰ " " " کالوخان " روڑ

۱۱ " " " ٹوپی " اتمان

۱۲ " " " تورڈھیر " بلاقی

۱۳ " " لبتی مردان بمقام دفتر خالکہ نزد دران منعقد ہوگا۔ اجلاس میں امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع مردان اور ناظم اعلیٰ حافظ رحیم صاحب شرکت فرمائیں گے۔

اجلاس میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور ہوئیں:

۱۔ یہ اجلاس مولانا عبدالحق صاحب ایم این اے کی والدہ محترمہ کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت فردوس میں جگہ دے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

۲۔ یہ اجلاس مولانا محمد شاہ صاحب امروٹی کی ایک ماہ کی نظربندی اور مولانا قاضی مظہر حسین صاحب اور دیگر علماء کرام کی گرفتاریوں پہ تشویش کا اظہار کرتے ہوئے خدشہ ظاہر کرتا ہے کہ حکومت کے اس اعلان پر کہ انتخابات جلد ہوں گے جمعیۃ علماء اسلام کے اکابرین اور کارکنان کی گرفتاری حکومت کی ایک عظیم سازش کا پیش خیمہ ہے، لہذا اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ اکابرین اور کارکنان اور حزب اختلاف کے تمام سیاسی ورکروں کو رہا کیا جائے۔

۳۔ اجلاس موضع کراہ علاقہ گدان، تحصیل صوابی ایک مکان پر رات کو پولیس نے مبینہ غیر قانونی چھاپے کے ذریعہ مستورات کی بے عزتی اور مکان سے زبردستی گھریلوں سامان قبضہ میں کر رکھا ہے اجلاس اس کی زبردست مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ اس واقعہ کی فی الفور تحقیقات کرائی جائے اور سامان واپس کیا جائے۔ ورنہ تمام تر ذمہ داری انتظامیہ پر ہوگی۔

۴۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ آزادانہ و منصفانہ انتخابات کے انعقاد کے لیے دفعہ ۱۴۴ کی لعنت کو ختم کیا جائے اور شہری آزادیاں بحال کی جائیں نیز سیاسی کارکنوں کے خلاف ڈی پی آر کے تحت کارروائی فوراً بند کی جائے۔

۵۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ حزب اختلاف کو تحریر و تقریر کی آزادی اور ریڈیو ٹی وی پر عوام سے رابطہ قائم کرنے کے لیے موقع دیا اور سرکاری خزانے کو پیپلز پارٹی کے انتخابی پروپیگنڈے کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔

۶۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ گذشتہ تباہ کن سیلاب سے متاثرین کی امداد کی جائے۔ نیز گیٹ سے باہر گنے کے کرائے میں باہر کے زمینداروں کو جو مراعات دی جاتی ہیں گیٹ کے اندر بھی وہی مراعات زمینداروں کو دی جائیں۔ نیز موجودہ ناقابل برداشت گرانی کی وجہ سے گنے کی قیمت میں اضافہ کر کے ۸ روپے من نیز چقندر اور تمباکو کے نرخوں میں بھی اضافہ کیا جائے۔

۷۔ یہ اجلاس این ڈی پی مردان کے (گذشتہ چھ دن سے) سیاسی ورکروں کی گرفتاری پر شدید غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ تمام گرفتارشدگان کو رہا کیا جائے۔ اور جن ورکروں کے خلاف وارنٹ گرفتاری جا رہی ہیں وارنٹوں کو واپس لیا جائے۔

۸۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ خان عبدالولی خان چونکہ بیمار ہیں، موجودہ علاج ناقابل اطمینان ہے لہذا صحیح علاج کے لیے خان عبدالولی خان صاحب کو پشاور منتقل کیا جائے۔

ضلع ملتان

طلباء کے قیصلے کے سلسلے میں مجلس عمومی کی توثیق کے بعد میں جماعت کے ساتھ ہوں

سید نیاز احمد شاہ گیلانی نظلہ

جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان کی مجلس شوریٰ کا ایک

اجلاس ۱۱ محرم مطابق ۲ جنوری ۱۹۷۷ء دفتر جمعیۃ ملتان میں سید نیاز احمد شاہ گیلانی امیر ضلع کی صدارت میں منعقد ہوا۔ درج ذیل امور اتفاق رائے سے منظور کیے:

۱۔ ضلع ملتان سے فوری طور پر صوبائی متوقع جماعتی امیدواروں کے حلقے تجویز ہوئے۔

۲۔ طے پایا کہ پارلیمانی حلقوں کے نقشے مہیا کیے جائیں۔

۳۔ چار سال کا حساب آمد و خرچ پیش ہوا۔ اسے آئندہ مجلس عمومی سے پاس کرایا جائے گا۔

۴۔ آئندہ اجلاس میں جامعہ ربانیہ کا حساب بھی پیش ہوگا۔

۵ رپورٹ ہمہ قسم ناظم عمومی کی منظوری سے بھیجی جایا کرے۔

۶۔ طے پایا کہ جو حضرات جمعیت سے الگ ہو گئے ہیں ان کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے۔ بلکہ مناسب حد تک حوصلہ شکنی کی جائے۔

ضروری وضاحت

امیر ضلع سید نیاز احمد شاہ گیلانی نے مجلس شوریٰ کو بتایا کہ طلباء کے سلسلے میں مرکزی مجلس عمومی جمعیۃ علماء اسلام کے فیصلہ کے بعد انہوں نے جماعت کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

محمد یعقوب شیخ۔

شوگلرہ تحصیل چارسدہ

جمعیۃ علماء اسلام قصبہ شوگلرہ کا اجلاس بمقام کوٹ تحصیل چارسدہ ہوا۔ جس کی صدارت مولانا محمد زکریا صاحب امیر شوگلرہ نے کی۔ تلاوت قرآن شریف کے بعد اتفاق رائے سے فیصلہ ہوا کہ تمام حلقہ کا دورہ کیا جائے اور جمعیۃ علماء اسلام کے اغراض و مقاصد سے عوام کو آگاہ کیا جائے۔

شمالی شوگلرہ کے دورہ کے لیے مولانا فضل مولا صاحب، سید صفی اللہ صاحب اور مولانا محمد شریف مدظلہ کو مقرر کیا گیا۔

جنوبی شوگلرہ کے لیے حاجی صاحب عبدالحکیم خان مولوی محمد زکریا صاحب اور مولوی محمد طیب صاحب کے نام تجویز ہوئے۔

ایک قرارداد کے ذریعہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب ایم این اے کی والدہ محترمہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور مرحومہ کے لیے دعاء مغفرت کی گئی۔

ضلع ژوب (بلوچستان)

مورخہ ۲۶ دسمبر بروز اتوار ضلع ژوب میں محمد اسماعیل صاحب کی صدارت میں ایک اجلاس منعقد ہوا اور ضلع کے لیے مجلس شوریٰ کا انتخاب عمل میں آیا۔ شوریٰ کے لیے بیس آدمی منتخب ہوئے۔ اور ضلعی امیر جناب محمد اسماعیل صاحب نے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ اسلامی شریعت کے نفاذ کے لیے اپنی جدوجہد تیز کر دیں۔ اور گاؤں گاؤں جا کر اپنا پیغام ہر فرد تک پہونچائیں۔

کہروڑ پکا

گزشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام کہروڑ پکا کے خازن شیخ صدیق صاحب کی ہمشیرہ کی شادی کے موقع پر جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب ملتانی نے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام اس ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کوشاں ہے اور اس ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ صرف علماء حقہ کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایسے اکابر عطا فرمائے ہیں جن کی قیادت پر ہمیں فخر ہے۔ حضرت درخواستی مدظلہ وہ بلند مرتبہ علمی شخصیت ہیں کہ جن سے عرب و عجم کے علماء حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سننے کے شوق میں ہر وقت بے تاب رہتے ہیں اور قاید جمعیت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب وہ شخصیت ہیں جنہوں نے اپنے دور وزارت میں حتی المقدور اسلامی نظام کا نفاذ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ جمعیت ہی ایک ایسی جماعت ہے جو اسلامی قانون نافذ کر سکتی ہے۔!

جلسے سے جمعیت طلبہ اسلام ضلع ملتان کے صدر اور ملتان یونیورسٹی کے طالب علم جناب سلیم احمد صاحب اور مختار حسین صاحب نے خطاب کیا۔ اور اکابرین کی قیادت پر اظہار اعتماد کیا۔ اور کہا کہ جمعیۃ طلباء اسلام ہی طلباء کی واحد نمایندہ جماعت ہے جو علماء حق کی سرپرستی میں کام کرنے پر فخر محسوس کرتی ہے۔

میرا حکمران جماعت سے کوئی تعلق نہیں (مولانا محمد یوسف خان کا وضاحتی بیان)

عنقریب جمعیۃ کا مرکزی کنونشن ہوگا جس میں مستقبل کے لیے لائحہ عمل طے کیا جائیگا

کراچی جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر کے امیر و ممبر آزاد کشمیر اسمبلی مولانا محمد یوسف خان نے متعدد جماعتی احباب کے استفسار پر ایک اخباری بیان میں کہا کہ مسلم کانفرنس ابراہیم گروپ کی پیپلز پارٹی میں شمولیت کی وجہ سے بعض شر پسند عناصر نے عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ مولانا محمد یوسف خان بھی ابراہیم کے ساتھ پیپلز پارٹی میں شامل ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اصل صورت حال یہ ہے کہ میں نے آزاد کشمیر کے حالیہ انتخابات میں اپنے دوست و احباب کے مشورے سے مسلم کانفرنس ابراہیم گروپ کے ٹکٹ پر پلندری کے حلقہ سے قانون ساز اسمبلی کا انتخاب لڑا جس میں پیپلز پارٹی کے امیدوار کو تاریخی شکست دے کر کامیاب ہوا۔ بعد میں جب مسلم کانفرنس ابراہیم گروپ نے پیپلز پارٹی میں شمولیت کا اعلان کیا تو میں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور اسمبلی میں آزاد بنچوں پر بیٹھنے کے لیے اسپیکر سے اجازت حاصل کی چنانچہ اس وقت سے لے کر آج تک میں اسمبلی میں ایک آزاد رکن کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دے رہا ہوں۔

مولانا محمد یوسف خان نے کہا کہ میرا حکمران جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ میں ہمیشہ سے جمعیت کے ساتھ وابستہ رہا ہوں اور اب بھی ہوں اور جمعیۃ کا صرف رکن ہی نہیں بلکہ امیر ہونے کی حیثیت سے بھی اپنے جماعتی فرائض حتی الامکان انجام دینے کی کوشش کرتا ہوں۔

انہوں نے کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ آزاد کشمیر میں اسلام کے عادلانہ نظام اور جمہوری اقدار کی بحالی کیلیے انتھک محنت کریں۔ انہوں نے کہا کہ جمعیۃ مستقبل میں ریاستی سیاست میں بھرپور کردار ادا کرے گی، اور عنقریب جمعیت کا مرکزی کنونشن منعقد ہوگا۔ جس میں مستقبل کیلیے لائحہ عمل مرتب کیا جائیگا۔

شاہدرہ لاہور

جمعیت علماء اسلام شاہدرہ کے کارکنوں کا اجلاس مورخہ ۳ جنوری ۱۹۷۷ء بروز سوموار جمعیت علماء اسلام حلقہ شاہدرہ کا اجلاس ہوا۔ صدارت حضرت مولانا غلام مومن غوری نے فرمائی۔ قاری نور محمد صاحب نے تلاوت قرآن مجید فرمائی۔

مولانا محمد اسحاق صاحب نے جمعیت کے اغراض و مقاصد قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کئے مولانا منظور احمد صاحب نے جمعیت کی پالیسی بیان فرمائی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کارکنوں پر زور دیا کہ جذبہ محنت سے کام کریں۔ عہد کیا گیا کہ ہم اپنے اکابرین کی طرح آج بھی اپنے جان و مال اور وقت کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور جس وقت بھی ہمارے اکابر حکم دیں گے تو ہم تن من دھن کی بازی لگا دیں گے۔

مولانا ملک شیر محمد صاحب نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور اکابرین کو پورے خلوص سے کام کرنے کا یقین دلایا۔ بعد میں سیکرٹری نشر و اشاعت نے درج ذیل قرار دادیں پیش کیں۔

۱۔ حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب امروٹی کو رہا کیا جائے۔

۲۔ سیاسی قیدیوں کو رہا کر کے مقدمات واپس لئے جائیں۔

۳۔ عام انتخابات آزادانہ اور منصفانہ طور پر کرانے کا یقین دلایا جائے۔

ہارون کالونی کراچی

کراچی ۱۴ دسمبر جمعیت علماء اسلام سندھ کے جوائنٹ سیکرٹری مولانا عبدالرزاق عزیز نے کہا ہے کہ یہ ملک اسلام کے مقدس نام پر حاصل کیا گیا ہے اور اسلامی نظام اس کا مقدر ہے۔ وہ ہارون کالونی میں پارٹی کے کارکنوں سے خطاب کر رہے تھے انہوں نے کہا ہمارے تمام مسائل کا حل صرف اور صرف اسلامی نظام حیات میں پوشیدہ ہے۔

مولانا عزیز نے کہا عوام مشاہدہ کر چکے ہیں کہ اسلام کی رسی کو چھوڑ کر مشرق و مغرب کو ملانے والی تمام تدبیریں ناکام ہو چکی ہیں اور اسلام کو پس پشت ڈالنے کے سبب ہمارے مسائل سلجھنے کے بجائے مزید الجھ کر رہ گئے ہیں۔

مقامی راہنما جناب عمران شاہ نے کہا جمعیۃ ہی وہ واحد جماعت ہے جو ملک کو صحیح اسلامی اسٹیٹ بنا سکتی ہے۔ انہوں نے کہا یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ جمعیت علماء اسلام کی صوبہ سرحد میں نو ماہ کی حکومت میں جس قدر اسلامی اصلاحات کی ہیں۔ اس کی مثال نہیں ملتی یہ اصلاحات اس بات کی غمازی کرتی ہیں کہ اگر اقتدار جمعیت کے پاس آگیا تو پورے ملک سے ناانصافیاں ختم کر دی جائیں گی۔ اور اسلامی نظام نافذ کر دیا جائیگا۔

دریا خان

جمعیت علماء اسلام دریا خان کے امیر مولانا غلام رسول صاحب اور دیگر کارکنان جمعیت نے مولانا سید فضل الرحمان صاحب اعتراز پر ضلع میانوالی میں داخلہ پر پابندی کی پرزور مذمت کی اور کہا کہ حکومت اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کر کے حق کی آواز کو بند نہیں کر سکتی۔ علماء حق آخری دم تک آمریت کا مقابلہ کرتے رہیں گے۔

کارکنان جمعیت نے ڈی سی میانوالی محمد محبوب عباسی سے مطالبہ کیا کہ اپنے احکامات کو فوری واپس لیں اور دیگر علماء کرام پر عائد شدہ پابندی بھی ختم کی جائے۔

سکھر تحصیل کے امراء

سکھر تحصیل کے امیروں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ہر متعلقہ کم از کم دس رضا کار باہمت وجرأت اور جامع صفات آدمی منتخب کر کے مجھے اطلاع دیں اور ساتھ ساتھ وردی کا اہتمام ہو تاکہ انصار الاسلام کو کما حقہ منظم کیا جائے۔ ان شاء اللہ دورہ پر حاضر ہونگا

از طرف محمد بلال قاسمی سالار ضلع سکھر

نائب ناظم دفتر متعلقہ گھوٹکی۔

دفتر کا افتتاح

۱۲ جنوری ۲۲ محرم بروز جمعرات گیارہ بجے دن کو گوٹھ مرید سوہا سٹیشن پلی جانی تعلقہ ہالہ ضلع حیدر آباد میں جمعیت علماء اسلام کا جلسہ ہوگا اور دفتر کا افتتاح کیا جائے گا۔

جس میں حضرت مولانا نور محمد صاحب مولانا عبدالرؤف صاحب، حاجی کرامت اللہ، مولانا عبدالحق، حاجی محمد ابراہیم بشیر احمد صاحب، قاری عزیز اللہ و دیگر حضرات شرکت فرمائیں گے۔

اوچ شریف

گذشتہ دنوں دفتر جمعیت علماء اسلام اوچ شریف میں زیر صدارت جناب مولانا محمد اسماعیل قاسمی جمعیت کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں سب تحصیل کی کارگذاری پیش کی گئی اور عمل در آمد پر غور و خوض کیا گیا۔ اور چند قرار دادیں پیش کی گئی جو متفقہ طور پر منظور ہوئیں۔

۱۔ حضرت مولانا شاہ محمد خان تنزا بی کو فی الفور رہا کیا جائے۔ اور ان پر پابندی ختم کی جائے

۲۔ مولانا عبدالقادر خان آف صوبہ سندھ کو رہا کیا جائے۔

۳۔ دفعہ ۱۴۴ کو مکمل طور پر ختم کیا جائے اور اہل سنت والجماعت کی پوری طرح حوصلہ افزائی کی جائے۔

۴۔ مولانا رشید احمد عباسی پر ضلع بہاولپور کی زبان بندی ختم کی جائے۔

۵۔ مولانا قاسمی کے سرگودھا، جھنگ، بہاولنگر داخلہ پر پابندی ختم کی جائے۔

۶۔ ملک میں اسلامی قانون کو فی الفور نافذ کیا جائے۔

بھوئی گاڈ

جمعیت العلماء اسلام بھوئی گاڈ کا ایک اجلاس حضرت استاذ العلماء مولانا حکیم عبدالحئی صاحب کی زیر صدارت ربانیہ دار العلاج میں مورخہ، محرم کو منعقد ہوا۔

اجلاس میں حسین احمد قریشی کی پیش کردہ مندرجہ ذیل قرار دادیں اتفاق رائے سے منظور کی گئیں۔

جمعیت العلماء اسلام بھوئی گاڈ کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ مولانا محمد شاہ امروٹی کی نظر بندی ختم کی جائے۔

مولانا عبدالقدوس صاحب کو تحصیل تلہ گنگ اور

پنڈی گھیپ میں داخلہ کی اجازت دی جائے۔ دفعہ ۱۴۴ کو ختم کیا جائے۔ انتخابات جمہوری محاذ کی شرائط کے مطابق کرائے جائیں۔ آخر میں حضرت صدر اجلاس نے حضرت درخواستی حضرت مفتی صاحب کی صحت یابی کے لئے دعا کی۔

شدید احتجاج

جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے امیر اور متحدہ محاذ سندھ کے صدر حضرت مولانا محمد شاہ امروٹی کی نظر بندی کے خلاف شدید احتجاج کرتے ہوتے شہر نواب شاہ کی تمام مساجد میں ہر مکتب فکر کے علماء نے اس جمہوریت کش اور مذہب دشمن اقدام کی سخت مذمت کی اور غم وغصہ کا اظہار کیا اور متفقہ طور پر وزیر اعلیٰ سندھ سے مطالبہ کیا گیا کہ اس غیر قانونی نظر بندی کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ ورنہ حالات کی ذمہ داری انتظامیہ پر ہوگی۔

عیدگاہ بہل

۹ محرم الحرام کو جامع مسجد عیدگاہ بہل میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا لقمان صاحب علی پوری سیکرٹری جمعیت علماء اسلام نے فرمایا کہ جمعیت علماء اسلام کا مقصد ملک میں ظلم واستبداد کو ختم کرکے اسلامی قوانین کو نافذ کرنا ہے۔ اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعوت توحید کو عام کرنے کے لئے ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کیں مشرک قوم نے آگ میں ڈالا تو اس کو بھی برداشت کیا۔ لیکن تبلیغ حق نہ چھوڑی۔ آخر اللہ تعالیٰ نے آگ کو گلزار بنا کر اپنے خلیل کو کامیاب اور مخالفوں کو ناکام کیا۔

اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدان کربلا میں اپنے پورے کنبہ سمیت شہادت کو منظور کر لیا لیکن ابن زیاد کے سامنے سر نہ جھکایا۔ مولانا نے فرمایا کہ اسی طرح جمعیت علماء اسلام بھی اسلام کے لئے اور شریعت محمدی علی صاحبہا التحیۃ والسلام کے نفاذ کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر سکتی ہے۔ لیکن خلاف اسلام قوانین کو برداشت نہیں کر سکتی۔ آخر میں مولانا نے فرمایا کہ اگر اسلام چاہتے ہو اور اپنے جان ومال کا تحفظ چاہتے ہو تو جمعیت علماء اسلام سے تعاون کرو۔

تقریب کے بعد رانا محمد رفیق صاحب ناظم جمعیت علماء اسلام حلقہ بہل کے مکان پر اجلاس ہوا جس میں مولانا عبدالحمید نائب امیر جمعیت علماء اسلام بہل اور رانا محمد رفیق ناظم اعلیٰ جمعیت علماء اسلام بہل اور رانا عبدالجبار صاحب گھڑی ساز رکن جمعیت علماء اسلام بہل اور جناب حاجی ضمیر الدین صاحب اور چند دیگر حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس حضرت مولانا لقمان صاحب کی صدارت میں ہوا۔

اجلاس میں انتخابات کے بارے میں غور وخوض کیا گیا۔ مولانا نے کارکنوں سے فرمایا انتخابات کے لئے پوری کوشش کرو اور متحدہ محاذ کی کامیابی کے لئے اپنے آپ کو وقف کردو۔ رانا محمد رفیق صاحب نے جماعت کی انتخابی مہم کے لئے دو صد روپے کا عطیہ مولانا کی خدمت میں پیش فرمایا۔

انتقال پر ملال

جمعیت علماء اسلام ضلع وہاڑی کے امیر سید ظہیر احمد شاہ ناظم عمومی حکیم قاری محمد طیب نے ایک مشترکہ بیان میں حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن مظاہری صدر مدرس مدرسہ عربیہ اسلامیہ بورے والہ کے انتقال پر نہایت صدمہ اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔ مولانا مظاہری کی اچانک رحلت نہ صرف ان کے اقرباء بلکہ علاقہ کے تمام مسلمانوں کے لئے نہ پُر ہونے والا خلا ہے۔

سید ظہیر احمد شاہ اور قاری محمد طیب نے مولانا کے اعزا مدرسہ کی شوریٰ منتظمہ مدرسہ اساتذہ مدرسہ سے تعزیت کی۔ اور دعاء مغفرت کی۔

تعزیتی اجلاس

جمعیت علماء اسلام کہروڑ پکا کے ایک ہنگامی تعزیتی اجلاس میں مقامی جمعیت کے نائب امیر جناب شیخ محمد بشیر صاحب کے والد شیخ محمد شریف صاحب کی اچانک موت پر اظہار افسوس کیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی گئی کہ مرحوم کو جنت الفردوس نصیب فرمائے۔

مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور دین کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

ایبٹ آباد

گذشتہ دنوں مولانا محمد یونس پرنسپل سیکرٹری جنرل ضلع ایبٹ آباد نے حویلیاں کا دورہ کیا جس میں آپ نے اراکین جمعیت پر زور دیا کہ آپ اپنی کوششوں کو تیز تر کریں تاکہ اس ملک میں اسلامی نظام قائم ہو سکے۔ آپ نے ساتھیوں سے اپیل کی کہ آپ کی کوششیں انشاء اللہ کبھی رائیگاں نہیں جا سکتی۔ آپ کے ساتھ اکابر امت کی دعائیں ہیں۔ اور بزرگوں کی دعاؤں میں آپ کا استحقاق ہے۔ تمام اراکین نے اپنی کوششوں کو تیز تر کرنے کا وعدہ کیا۔

۶ محرم کو ناظم اعلیٰ ضلع ایبٹ آباد مولانا محمد یونس نے ہری پور تحصیل کا دورہ کرکے احباب سے ملاقاتیں کیں۔ اور مولانا حکیم عبدالرشید سیکرٹری جنرل تحصیل ہری پور سے ملاقات کی۔

دعائے مغفرت

مولانا عبدالکریم مظاہری امیر جمعیت علماء اسلام شاہ پور کا جوان سال بھتیجا حافظ محمد عطاء اسد اللہ چند روز ہوئے وفات پا گیا۔ اللہ کریم مغفرت فرمائے۔

انتخاب بخارا

امیر......... الحاج مولانا احسان اللہ صاحب
نائب امیر....... ملک غلام محمد صاحب
سیکرٹری ..... ملک زید بخش
سیکرٹری نشر واشاعت، سید فضل علی شاہ
خازن .... میاں عبدالکریم

کنوینگ کمیٹی

میاں اعجاز احمد خواجہ، حافظ اللہ وسایا صاحب میاں غلام اسحاق، میاں محمد اجمل صاحب۔

طلباء کی ڈائری

ترتیب: غلام اللہ خان۔ لاہور

مصائب و مشکلات سے بے خوف ہو کر جد و جہد جاری رکھیں! (مولانا سعید الرحمن علوی)

جمعیۃ طلباء اسلام قیام پاکستان کے مقاصد کیلیے کوشاں ہے! (محمد فاروق قریشی)

جمعیۃ طلباء اسلام لاہور کے ضلعی اجتماع سے ایڈیٹر خدام الدین اور مرکزی ناظم عمومی کا خطاب:

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان لاہور کی ضلعی مجلس عمومی کا اجلاس گذشتہ ہفتہ جمعیۃ کے دفتر واقع ہم بی شاہ عالم لاہور ضلعی صدر جناب محمد نذیر خان عباسی کی صدارت میں منعقد ہوا۔

ضلعی ناظم عمومی جناب محمد ادریس نے ضلعی تنظیمی صورت حال کا جائزہ پیش کیا۔ بعد ازاں مقرر شعلہ بیان اور ہفت روزہ خدام الدین کے مدیر شہیر جناب مولانا سعید الرحمن علوی صاحب نے طلباء سے خطاب فرمایا۔

علوی صاحب نے فرمایا:

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان نے انگریز کی پیدا کردہ نفرت کو ختم کرنے کا عزم کیا ہے جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ یہاں جہاں پر سکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلباء بیٹھے ہوئے ہیں وہیں میں مدارس عربیہ دینیہ کے طلباء کو بھی دیکھ رہا ہوں۔ جو کہ انگریز کے بنیادی عزائم پر ضرب فاروقی ہے۔

علوی صاحب نے طلباء کو ہدایت کی کہ وہ مصائب اور مشکلات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔ انشاء اللہ کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

اجلاس کی دوسری نشست میں ضلعی ناظم نشر و اشاعت جناب خالد محمود نے اپنی رپورٹ پیش کی اور حلقہ رحمانپورہ جہاں کے وہ صدر بھی ہیں کی تنظیمی صورت حال واضح کی اس کے بعد نائب صدر اور خازن کا انتخاب عمل میں لایا گیا ضلعی نائب صدر جناب وکیع الزمان صاحب اسلامیہ کالج سول لائنز کو اور ناظم بیت المال [illegible] فاروق صاحب (شادباغ) کو منتخب کر لیا گیا۔

اجلاس کی تیسری نشست بھی ضلعی صدر کی صدارت میں منعقد ہوئی جبکہ تلاوت کلام پاک حافظ عبد الرشید صاحب نے فرمائی۔ اس کے بعد مرکزی ناظم عمومی جناب محمد فاروق قریشی نے طلباء پر واضح کیا کہ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان، کا مقصد وہی ہے جو کہ تخلیق کائنات اور تخلیق انسان کا ہے۔ انہوں نے جمعیۃ طلباء اسلام کی تشریح مختلف پیراؤں میں بیان کی اور بعد ازاں جمعیۃ کے پروگرام کو واضح کرتے ہوئے طریق دعوت پر مفصل روشنی ڈالی۔ اور ضلعی جماعتی تنظیم کے لیے طلباء کو مفید مشورے دیئے۔ بعد ازاں ضلعی صدر نے تمام احباب کا شکریہ ادا کیا اور اس طرح دعا پر اس اجلاس کا اختتام عمل میں آیا۔

ڈرگ کالونی کراچی

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان، کراچی حلقہ ڈرگ کالونی کا اجلاس مقامی دفتر میں منعقد ہوا جس میں حلقہ کے صدر ایس کے عباسی، نائب صدر ایم آر اعوان، ناظم عمومی شمس الرحمن اور ناظم نشر و اشاعت فاروق شیخ نے تقاریر کیں۔ انہوں نے جمعیۃ کے پروگرام کو واضح کیا اور حلقہ میں زیادہ سے زیادہ طلباء تک اپنی دعوت پہونچانے کا عزم کیا۔

انہوں نے علماء اسلام خصوصاً حضرت مولانا سید محمد شاہ صاحب امروٹی، مولانا غلام ربانی اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا محمد شریف جالندھری کی گرفتاری، نظربندی اور سزا کے خلاف شدید غم و غصہ کا اظہار کیا۔

ہر طالب علم مقرر نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ موجودہ صورت حال کو مزید ابتر بنانے کی بجائے بہتر بنانے کی کوشش کرے اور علماء حق پر پابندیوں اور گرفتاریوں کا سلسلہ فوری ختم کیا جائے۔

رستم ضلع سکھر

جمعیۃ طلباء اسلام رستم کا اجلاس گذشتہ دنوں جمعیت طلباء اسلام رستم ضلع سکھر کے کارکنوں کا اجتماع دفتر میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت محترم نذیر احمد صدر جمعیۃ طلباء اسلام رستم نے کی۔

محترم محمد پناہ بلوچ اور احمد سندھی شکارپور سے آئے ہوئے تھے۔ اجلاس میں جناب نذیر احمد اور احمد سندھی نے خطاب کیا۔ انہوں نے جمعیۃ کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے ذرائع اور طریق پر مفصل خطاب کیا اور عزم کیا کہ وہ جمعیۃ کے پروگرام کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیتے ہوئے جدوجہد جاری رکھیں گے

روجھان ضلع ڈیرہ غازی خان۔

روجھان۔ دارالعلوم محمدیہ روجھان میں جمعیۃ طلباء اسلام کا مشترکہ اجلاس ہوا۔ جس میں درج ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں: ۱۔ یہ اجلاس حکومت

پنجاب سے جمعیۃ علماء اسلام کے ضلعی امیر مولانا غلام محمد اور ضلعی مبلغ مولانا شاہ محمد ترابی کی گرفتاری پر شدید مذمت کرتا ہے اور ان کی فوری رہائی کا مطالبہ کرتا ہے۔

۲ گوجرانوالہ کی مسجد نور کو سرکاری تحویل میں لیے جانے پر مذمت کرتا ہے اور گرفتار شدگان کی رہائی کا مطالبہ کرتا ہے۔ مسجد کی واگذاری کے وعدے کو پورا کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

۳ ڈیموکریٹک پارٹی کے صدر سردار شیرباز مزاری کے مکان پر پولیس کے گھیراؤ کی مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت ایسے اوچھے ہتھکنڈوں سے باز آجائے۔

غلجی کندر خیل

آج بتاریخ ۲۲ دسمبر بروز بدھ دارالعلوم حمایت الاسلام غلجی کندر خیل میں زیر صدارت حضرت مولانا فضل مولیٰ صاحب جمعیۃ طلباء اسلام کا ایک اجلاس منعقد ہوا صدر اجلاس نے جمعیۃ کے اغراض و مقاصد بیان کیے اور طلباء کو علماء حق کی سرپرستی میں کام کرنے کی تلقین کی۔ آخر میں دارالعلوم حمایت الاسلام غلجی کندر خیل کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

سرپرست : مولانا فضل مولیٰ صاحب
صدر : قاری صالح محمد "
نائب صدر : فیض الرحمٰن "
ناظم اعلیٰ : خلیل الرحمٰن "
نائب ناظم : لعل الرحمٰن "
ناظم نشریات : شیر زمان "
خازن : فضل ہادی "

ٹھیڑی ضلع خیرپور

بروز جمعۃ المبارک ۹ محرم الحرام کو جمعیۃ طلباء اسلام حلقہ ٹھیڑی کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت قاری مولا بخش صاحب نے کی اور درج ذیل عاملہ کا انتخاب کیا گیا۔

صدر : جناب ایاز محمد صاحب سیمجو
سب صدر : جناب غلام قادر صاحب میرانی بروہی۔

ناظم عمومی : جناب امداد اللہ صاحب جمن
نائب ناظم : " صبغۃ اللہ " سونارو
ناظم نشریات : " غلام نبی نوشکی صاحب
ناظم مالیات : " حافظ محمد اسماعیل صاحب تل۔
ناظم دفتر : " منور الدین صاحب بوھیو۔

حلف وفاداری کے بعد جناب ناظم نشریات نے تقریر کی اور پروگرام پر روشنی ڈالی اور طلبہ کو منظم اور متحد ہو کر کام کرنے کی ہدایت کی۔ اس کے بعد ضلع خیرپور کے خازن جناب فضل اللہ صاحب نے بھی تقریر کی اور اجلاس کے اختتام پر جناب قاری فقیر اللہ صاحب نے دعا کی۔

پنیالہ

صدر : فضل کریم صاحب سٹوڈنٹ گورنمنٹ ہائی سکول پنیالہ
ناظم عمومی : رحمت اللہ صاحب " " " "
ناظم نشریات : قسیم خان صاحب " " " "

صوبہ سندھ کی جماعتیں

متوجہ ہوں!

۱۔ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے شہید جناب سید منیر احمد شاہ شہیدؒ کی یاد میں تمام شاخیں قرآن خوانی، جلسے منعقد کریں اور شہیدؒ کو خراج تحسین پیش کریں، ان کی زندگی پر روشنی ڈالیں اور اخبارات کو بیانات دیں۔

۲۔ مرکز کو ہر شاخ پچاس روپے ادا کرتی ہے اس لیے تمام شاخیں صوبائی ناظم عمومی کو تمام رقوم ارسال کر دیں تاکہ مرکز کو بھیجی جا سکے۔

۳۔ تمام شاخیں اپنی ماہانہ آمدنی کا ۱/۴ حصہ صوبہ کو روانہ کریں۔

۴۔ تمام شاخیں اپنے معاونین، اراکین اور مجلس عاملہ مجلس شوریٰ اور مجلس عمومی کے ارکان کی مکمل لسٹ بمعہ مکمل ایڈریس ارسال کریں۔

۵۔ تمام شاخیں ماہانہ رپورٹ، فارم، صوبائی ناظم کو ارسال کریں۔

۶ تمام شاخیں ہفتہ وار اجلاس پابندی سے منعقد کریں۔ ان کی تفصیلی رپورٹ صوبہ کو اور ترجمان اسلام کے لیے مرکزی دفتر کو ارسال کریں۔

۷۔ تمام ناظم نشریات و ناظم عمومی اخبارات کو پابندی سے بیانات دیں۔ ہفتہ میں تقریباً تین بیانات اخبارات کو جانے ضروری ہیں۔

۸۔ بے نماز کے لیے حکم (سندھی) تعارف سندھی پمفلٹ اور رسید بک و لیٹر پیڈ دفتر جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ اور ناظم عمومی کے پتہ سے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ رقوم پیشگی آنا ضروری ہیں

۹۔ جمعیۃ طلباء اسلام کا بنیادی پروگرام (اشتہارات) کراچی کے پتہ سے حاصل کریں۔

نیا سال شروع ہو چکا ہے اس لیے تمام حسابات کلوز کر کے نئے حسابات شروع کریں۔

محمد اسلم شیخ
ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ

ہنگورجہ (ضلع خیرپور)

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان حلقہ ہنگورجہ ضلع خیرپور میں متعدد طلباء نے جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔ گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام کے مقامی حلقے کا اجلاس ہوا جس میں جماعتی تنظیم اور طریق کار پر غور و خوض کیا گیا۔

اجلاس میں جناب محمد علی کرخی، خدا بخش کرخی، گل محمد، عبدالحمید، عبدالحکیم، عبدالصمد کرخی، عبدالقادر محمد قاسم بروہی، محمد رمضان، عید محمد اور عبدالحکیم منگی نے جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا۔ اور عزم کیا کہ آئندہ وہ جمعیۃ کی دعوت کو اپنا مقصد زندگی سمجھتے ہوئے جدوجہد کریں گے۔

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس مرکزی صدر جناب میاں محمد عارف صاحب کی صدارت میں مرکزی دفتر واقع شاہ عالم لاہور ۸ جنوری کو شروع ہوا اجلاس کی کارروائی آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔
(غلام اللہ خان)

وکلا برادری کے سر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دفعہ ملتان بار کی تمام اپوزیشن جماعتوں نے متفقہ طور پر امیدوار نامزد کر کے ایک ایسی مثال قائم کر دی ہے جو آیندہ عام انتخابات کے لیے ایک مثال کا کام دے سکتی ہے۔ ہمیں مختلف جماعتوں کے سربراہان سے یہ توقع ہے کہ وہ بھی ملتان بار کے انتخاب کو سامنے رکھ کر ملک کے انتخابات میں حصہ لیں گے۔ اور باہمی محبت، جانثاری، رواداری اور احساس مروت کو اپنا کر حکومتی امیدواروں کا مقابلہ کریں گے۔

نیز ہم اراکین جمعیۃ علماء اسلام آپ معزز وکلاء سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ آپ بھی قانون کی حکمرانی و شہری آزادیوں کے سلسلے میں اپنی تمام تر کوشش وقف کر دیں۔

میں دوبارہ اپنی جماعت اور اپنے رفقاء کی طرف سے سپاس گذار ہوں اور آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس استقبالیہ میں شرکت فرمائی۔

نور عالم قریشی نے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں اپنے وکلاء ساتھیوں کا بہت ممنون ہوں کہ وہ تشریف لائے۔ انہوں نے کہا کہ وکلاء آزادی اور جمہوریت کے علمبردار ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ حق صداقت کا ساتھ دیا۔ وکلاء نے آمریت کے خلاف جدوجہد کی اور کلمۂ حق کی سربلندی کے لیے ہمیشہ قربانیاں دی ہیں

وکلاء نے آزادیٔ وطن اور تشکیل پاکستان کے لیے طویل جنگ لڑی، ایوب آمریت سے ٹکر لی۔ آج بھی وکلاء جمہوریت کی جنگ لڑ رہے ہیں اور آمر کے خلاف سینہ سپر ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ وکلاء برادری نے ملک و ملت کے لیے ہمیشہ قربانی اور ایثار کا ثبوت دیا ہے۔

میری کامیابی تحریک بحالی جمہوریت میں حصہ لینے اور اپوزیشن کے اتحاد کا ثمرہ ہے۔ آپ حضرات نے جمعیۃ پر اعتماد کیا ہے میں بہت ممنون ہوں شکریہ

وکلاء کی طرف سے اراکین جمعیۃ علماء اسلام کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے سینئر وکیل پیر رفیع الدین

شاہ صاحب نے فرمایا کہ آپ لوگوں نے اس تقریب کا اہتمام کر کے ہمارے دل جیت لیے ہیں۔ نور عالم قریشی بہت صلاحیتوں کا مالک، نیک کردار نوجوان ہے یہ اس کے کردار ہی کا ثبوت ہے کہ آپ نے اپنی جماعت میں بھی اسے اہم عہدہ پر فائز کر رکھا ہے۔ میں بہت بہت مشکور ہوں اور آپ حضرات کو فاتح اور اپنے کو مفتوح قرار دیتا ہوں۔

مولانا زاہد الراشدی صاحب راولپنڈی ڈویژن کا دورہ کریں گے

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم جناب مولانا زاہد الراشدی مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق راولپنڈی ڈویژن کا دورہ کریں گے:-

۲۱ جنوری جمعۃ المبارک بعد نماز عصر گجرات

〃 〃 رات جہلم۔

۲۲ جنوری ہفتہ بعد نماز ظہر۔ کیمبل پور۔

〃 〃 رات۔ ٹیکسلا۔

۲۳ 〃 اتوار راولپنڈی شہر

آپ اس دوران جماعتی کارکنوں اور عہدہ داروں سے تنظیمی امور پر بات چیت کے علاوہ دفتری کارکردگی کا جائزہ لیں گے۔

جمعیۃ کا کیلنڈر چھپ گیا

جمعیۃ کا کیلنڈر خوبصورت اور دیدہ زیب رنگوں میں چھپ گیا جو جمعیۃ کی تاریخ، شعبہ جات، مفتی صاحب کے دور حکومت اور دیگر کئی معلومات سے مزین ہو کر بازار میں آگیا ہے جس کے جمعیۃ کے تمام دفاتر اور جماعتی احباب کے گھروں میں ہونا از بس ضروری ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ پیسے

ملنے کا پتہ

دفتر جمعیۃ علماء اسلام چنیوٹ بازار لائلپور